آیاتُ البیّنات

مُشاہَدات

یعنی

داؤدی بوہرہ اوقاف کے چشم دید حالات

از

علامہ سیماب اکبر آبادی

مدیر "تاج" و "پیمانہ" آگرہ

باہتمام احمد علی عبد الرسول نادر

در مطبع نادری جبل پور طبع شد

هُوَالبَاقِی

دیکھے ہوئے چشمِ دَورِ گرداں ہم ہیں   لذّت کشِ تلخیٔ حریفاں ہم ہیں

کیا غیر کریں گے پاسبانی اس کی   سرمایۂ قوم کے نگہباں ہم ہیں

(سیمابؔ اکبرآبادی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

مجھے اوائل جنوری ۱۹۳۲ء میں بمبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے میں اس قدر محتاط تھا کہ اپنے ایک عزیز کے سوا میں نے اپنے اس سفر کی اطلاع کسی کو نہ دی میں سمجھتا تھا کہ اگر میرے ورود بمبئی کی احباب کو خبر ہوگئی تو پھر جلد واپسی کا امکان نہ رہیگا۔ لیکن یہ بھی ایک اتفاق کی بات تھی کہ میں جس ضروری کام سے بمبئی گیا تھا اُس میں کچھ دیر ہوگئی اور مجھے مجبوراً دو تین روز وہاں ٹھہر جانا پڑا۔

یہ وہی زمانہ تھا جبکہ ہندوستان میں "داؤدی بوہرہ اوقاف" کے متعلق پریس اور پبلک میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اور اخباروں میں موافقت و مخالفت پوری قوت کے ساتھ جاری تھی۔ ایک اخبار نویس کی حیثیت سے میں نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا۔ اور مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اب یہاں آیا ہوں "اوقاف" کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی

کرتا چلوں۔ تاکہ آئندہ جب کبھی موقع ہو تو رائے دینے اور خیال ظاہر کرنے میں آسانی ہو۔

مین نے اپنے اس ارادہ کی اطلاع کسی کو نہیں دی۔ اور دو تین روز موٹر میں بیٹھکر اُن تمام اوقاف کا معائنہ کرلیا جو بمبئی میں مجھے معلوم ہو سکے۔ اسی اثنا میں مجھے سورت بھی جانا پڑا اور میں وہاں سے راندیر بھی گیا سورت اور راندیر میں بھی مسلمانوں کے بعض اوقاف میری نظر سے گذرے یہ رسالہ انھیں اوقاف کے تفصیلی و تحقیقی حالات کا ایک مجموعہ ہے۔

داؤدی بوہروں کی جماعت، بمبئی، حیدرآباد۔ احمد آباد۔ سورت پونا۔ جبلپور۔ برہانپور۔ یعنی گجرات۔ کاٹھیاوار۔ دکن اور سنٹرل انڈیا میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس جماعت کے افراد کا بیشتر حصہ تجارت پیشہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ انکا ذوق تجارت بہت کامیاب ہے۔

بوہروں کی ترقی اور عروج کو دیکھکر مجھے یک گونہ حیرت ہوتی تھی کہ آخر یہ قوم جو ملت بیضاہی کا ایک حصہ ہے، دوسرے مسلمانوں سے نسبتاً عروج و ترقی یافتہ کیوں ہے؟ اس سفر میں میری یہ حیرت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ اس جماعت نے تمدن تعلیم، مذہب، معاشرت، اور سیاست میں اپنا ایک لائحہ عمل مرتب کرلیا ہے۔ اور سب کے سب اُسی ایک لائحہ عمل کو اپنا نصب العین بنا کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ایسا کرنا ہی ان کی ترقی کا سبب ہے۔

اس جماعت کا ایک پیشواء اعظم ہے۔ جکے ذمہ اپنی جماعت کی تنظیم

ہے۔ داعی مطلق یا پیشوا اعظم کے ماتحت۔ ماذون۔ مکاسر اور عامل کام کرتے رہتے ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی اپنی ذات، اپنے علم وفضل، اور اپنی عظمت وحیثیت کو داعی پر ترجیح نہیں دیتا۔ داعی مطلق کی طرف سے اِن تمام لوگوں کو وقتاً فوقتاً ضروری احکام پہونچتے رہتے ہیں۔ جن پر عملدرآمد کرنا ان کا فرض منصبی ہوتا ہے۔ اور جنہیں ہر فرد جماعت مضبوطی کے ساتھ کاربند رہتا ہے۔

مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں تنظیم کا یہ آئین مقرر نہیں ہے۔ یہاں ہر شخص لیڈر بنکر اپنی قوم کو اپنی جیب میں ہضم کر لینا چاہتا ہے۔ نہ کوئی امام جماعت ہے۔ نہ کوئی عامل ہے۔ یہی سبب ہے کہ مسلمان تنظیم تنظیم پکار رہے ہیں۔ مگر سالہا سال کے بعد بھی وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہیں۔

جب میں اس جماعت کے "اوقاف" کا جائزہ لے رہا تھا تو میں نے چاہا کہ میں پیشوائے جماعت کو بھی دیکھ لوں۔ میں نے ہزلی ہولی نیس حضرت ملا طاہر سیف الدین صاحب مدظلہ العالی کا نام اکثر اس سے پہلے بھی سنا تھا۔ مگر اس پیکر تقدس کی زیارت سے محروم تھا۔ میرے لئے یہ بالکل ممکن تھا کہ میں اطلاع دیکر ایک مدیر اخبار کی حیثیت سے باریاب ملازمت ہوتا مگر میرا مقصد ایک غیر معلوم طریقے پر بصیغہ راز کام کرنا تھا۔ اس لئے میں نے کوئی اطلاع کسی کو نہ دی خارجاً دریافت کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ملا صاحب روز پانچ بجے شام کو بوہرہ اسٹریٹ ہارن بی روڈ پر بدری محل "میں تشریف لاتے ہیں، اور نماز مغرب وہیں ادا فرماتے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد میں ایک شام کو

بدری محل پہونچگیا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ترکی ٹوپی اور شیروانی" میں ایک اجنبی کو بدری محل میں جاتے ہوئے دیکھکر پاسبان ٹوکے گا۔ یا کوئی اور روکیگا۔ لیکن میری حیرت کی حد نہ رہی جب میں دوسرے لوگوں کی طرح اندر پہونچگیا۔ اور مجھ سے کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں!۔

میں نے چھپ کر دیکھا کہ حضرت ملا صاحب ایک کمرے میں فرش پر بیٹھ گئے اردگرد عقیدتمندوں کا ہجوم ہو گیا۔ آپ نے بعض لوگوں کو بعض امور کے متعلق احکام دیئے۔ بعض کو تحائف عطا فرمائے۔ ہر شخص نے جو کچھ کہا محبت سے سُنا، اُسکے بعد نماز مغرب کی تیاری ہونے لگی۔ بوہروں میں حضرت ملا صاحب کے متعلق جیسا خوش عقیدت میں نے بدری محل میں دیکھا۔ کسی دوسرے امام ملت کی وہ عظمت و قدر میری نگاہ سے آج تک نہیں گذری۔

ہندوستان کے سیکڑوں مشائخ، ہزاروں صوفی، اور صاحبانِ سجادہ کو میں نے دیکھا ہے مگر جس بے لوث عقیدتمندی کا حال "بدری محل" میں حضرت ملا صاحب کے ساتھ داؤدی بوہروں کو دیکھا وہ اپنی مثال و نظیر میں منفرد تھا

اسی محل میں شعبہائے انتظام کے منتظم بھی موجود تھے۔ ہر شعبہ علیحدہ علیحدہ کمروں میں قائم تھا۔ جنکے نگران باوقار، معمر اور تجربہ کار لوگ تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اب بعد علم میری اِس جسارتِ تحقیق پر حضرت ملا صاحب اور اِس جماعت کے اکابر حضور متعجب اور میری اس روش کار کے شاکی ہونگے لیکن میں معافی خواہ ہوں کہ اگر میں اپنی آمد کی اطلاع دیدیتا تو یقیناً اپنے مشن میں اِس آزادی کے ساتھ کامیاب نہ ہوتا۔ اور آج یہ نہ کہہ سکتا کہ

میری تحقیق اور میرا مشاہدہ صرف میرے ذاتی ذوق تحقیق کا نتیجہ ہے اور میں اظہار خیال میں کسی کی رہنمائی یا مشورے کا مرہون منت نہیں ہوں

"داؤدی بوہرہ اوقاف" کی موجودہ حالت کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوقاف کی حالت بالکل قابل اطمینان ہے۔ انتظامات نہایت قابل اور تجربہ کار ہاتھوں میں ہیں اوقاف کی نگرانی اور انکی آمدنی کا جمع خرچ نہایت احتیاط سے ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بوہرہ قوم کے جو چند افراد خواہ مخواہ شور کر رہے ہیں کہ بوہرہ اوقاف کو حکومت کے اختیار میں دیدیا جائے وہ حقیقت میں مفاد جماعت کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اتنے بڑے اوقاف کا انتظام، جسکی تفصیلی تصویر آگے چل کر آپ کے سامنے آئے گی، فی الحقیقت ایک بڑے ملک کے انتظام کی برابر ہے۔ پھر "بوہرہ اوقاف" کو حکومت کے ہاتھ میں دے کر گویا، انکی موجودہ اہمیت، عظمت، اور قدر و منزلت کو رائیگاں کر دینا ہے۔ اپنی مذہبی روایات و احساسات کا تحفظ مسلمان خود ہی کر سکتے ہیں۔

اوقاف کی نگرانی کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ انیٹوں اور پتھروں کی نگرانی کی جائے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ جو وقف جس مقصد کے لئے کیا گیا ہے وہ مقصد اس کی آمدنی سے باحسن الوجوہ پورا ہوتا رہے۔

بیشک حکومت اوقاف کی عمارتوں کی نگرانی کر سکتی ہے۔ اُنکے رفت و روب کا انتظام کر سکتی ہے ان کی شکست و ریخت کا اہتمام کر سکتی ہے لیکن ان اوقاف کے سلسلے میں بوہرہ جماعت اپنی قوم اور اپنے بچوں کے

مستقبل کی تہذیب میں جس انہاک سے مصروف ہے اور جس طرح عقائد کی جڑوں کو اخلاف کے دلوں میں مضبوط کر رہی ہے وہ کام کسی دوسری قوم سے اسی طرح انجام پذیر ہو۔ یہ قطعاً ناممکن ہے۔
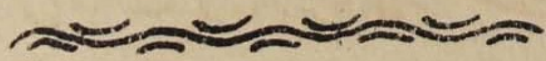
مسلم وقف ایکٹ مسلم وقف ایکٹ جو گورنر جنرل نے باجلاس کونسل ۵ اگست ۱۹۲۳ء کو منظور کیا ہے۔ اسپر ایک غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کا منشا مسلم اوقاف کو اپنے قانون کے تحت اثر لینے سے اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ حسابات درست رہیں اور متولیان اوقاف کی نگرانی قانون کے ذریعے کی جاسکے۔ اسمیں شک نہیں کہ ہندوستان میں اکثر اوقاف کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور متولیان اوقاف نے اوقاف کی آمدنی کو اپنی ذاتی آمدنی سمجھکر مقصد اوقاف کو بہت زیادہ نقصان پہونچایا ہے۔ لیکن یقیناً جو اوقاف اس قسم کے خلط مبحث اور نقائص سے پاک ہیں۔ اُن کے لئے ضرورت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ حکومت کی نگرانی میں دیدیئے جائیں۔

وقف ایکٹ کا منشا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ہم اپنے دعوے کو دلیل سے مضبوط کرنے کے لئے وقف ایکٹ کو بہ تمام وکمال یہاں نقل کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔

مسلم وقف ایکٹ نمبر ۴۲ سنہ ۱۹۲۳ء

جاری فرمودہ مجلس وضع آئین وقوانین کشور ہند گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اس ایکٹ کو بتاریخ ۵ راگست سنہ ۱۹۲۳ء منظور فرمایا۔

یہ ایکٹ جائداد وقف کے بہتر انتظام، جائدادوں کے متعلق صحیح حساب رکھے جانے اور شایع ہونے کا یقین حاصل کرنے کے لئے مترتب ہوا ہے۔

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ جائداد موقوفہ کے بہتر انتظام اور ایسی جائدادوں کے متعلق صحیح حساب رکھے جانے اور شائع ہونے کا یقین حاصل کرنے کے لئے قواعد وضع کئے جائیں۔ لہذا حسب ذیل احکام صادر ہوتے ہیں۔

مراتب ابتدائی

دفعہ ۱۔ مختصر نام۔ دائرہ نفاذ اور آغاز

(۱) جائز ہے کہ اس ایکٹ کا نام مسلمان وقف ایکٹ سنہ ۱۹۲۳ء رکھا جائے۔

(۲) اس کا نفاذ تمام ہندوستان پر بشمول برٹش بلوچستان، اور سنتھال پرگنہ ہوگا۔

(۳) دفعہ ہذا فوراً نافذ ہوگی۔ اور

(۴) لوکل گورنمنٹ مقامی سرکاری گزٹ میں بذریعۂ اعلان ہدایت

کرسکتی ہے کہ ایکٹ ہذا کے باقیماندہ احکام یا اُن میں سے کسی پر جس کو وہ مخصوص کردے، صوبے میں یا اس صوبے کے کسی حصہ مخصوص میں ایسی تاریخ سے جسکو وہ اس سلسلہ میں مقرر کرے۔ عملدرآمد شروع ہوگا۔

دفعہ ۲۔ تعریفات ایکٹ ہذا میں جب تک کوئی شئے، سیاق عبارت یا مضمون میں برعکس نہ ہو۔

(الف) نفع میں کوئی ایسا نفع شامل نہیں ہے جس کا متولی فقط متولی ہونے کی وجہ سے مستحق ہو،

(ب) عدالت سے مراد عدالت ڈسٹرکٹ جج، یا ہائی کورٹ کی معمولی ابتدائی حد سماعت کی حدود کے اندر ایسی عدالت جو ماتحتی ہائیکورٹ ہو

(ج) متولی سے کوئی ایسا شخص مراد ہے۔ جو زبانی یا کسی دستاویز یا نوشتے کی رو سے جس کے ذریعے وقف وجود میں آیا ہو، وقف کا متولی مقرر ہو۔ یا جس کو عدالت ذی اختیار نے مقرر کیا ہو۔ اس میں نائب متولی یا کوئی دوسرا شخص جسے متولی کے فرائض انجام دینے کے لئے متولی مقرر کرے، شامل ہے۔ نیز کوئی ایسا شخص جسکے ہاتھ میں ہر وقت جائداد موقوفہ کا انتظام ہو۔ سوائے ایسی صورت کے جو ایکٹ ہذا میں مقرر کردی گئی ہے۔

"مقرر کردہ" سے مراد مقرر کردہ ازروئے ایکٹ ہذا ہے۔

(د) وقف سے مراد کسی پیرو اسلام کا کسی جائداد کو ایسی غرض کے لئے جسے شریعت اسلام مذہبی، مقدس، یا خیراتی سمجھے مستقل نذرانہ

دینا ہے۔ لیکن اس میں کوئی ایسا وقف شامل نہیں، جس کا بیان وقف علی الاولاد ۱۹۱۳ء (نمبر ۶ ۱۹۱۳ء) کی دفعہ ۳ میں کیا گیا ہے۔ جسکی رو سے وہ شخص جس نے وقف کیا اپنے لئے، یا اسکا کوئی رشتہ دار یا اولاد بر وقت کسی نفع کا دعویدار ہو سکتا ہے۔

بیانات و کیفیات

دفعہ ۳ وقف کے بارے میں کیفیات بہم پہونچانے کا فرض

(۱) ایکٹ ہٰذا کے آغاز سے چھ مہینے کے اندر ہر ایک متولی اس مقامی عدالت کو جس کی حدود سماعت کے اندر جائداد موقوفہ جس کا وہ متولی ہے، واقع ہے یا ایسی ہی اعلےٰ عدالتوں میں سے ایک کو ایک بیان جسمیں کیفیاتِ ذیل درج ہوں بہم پہونچائے گا۔ یعنی:-

(الف) جائداد وقف کا بیان جو اسکے پہچاننے کے لئے کافی ہو۔

(ب) ایسی جائدادوں کی کل سالانہ آمدنی۔

(ج) بیان پہونچانے کی تاریخ سے پانچ سال تک کی ایسی آمدنی کی کل رقم، جو وصول کی گئی ہو۔ یا اُس میعاد کی جو وقف کرنے کے وقت سے گذر چکی ہو، یا کم ہو۔

(د) سرکاری مالگذاری، ٹیکس اور تمام کرائے کی رقم جو سالانہ جائداد موقوفہ کے سلسلے میں واجب الادا ہوتی ہو۔

(ہ) سالانہ اخراجات کا تخمینہ جو جائداد موقوفہ کی آمدنی کے صرف کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ اور ایسی تفصیلات پر مبنی ہو جو ایسے اخراجات کے متعلق دستیاب ہو سکتی ہوں۔ یا جو اس مدت کے اندر ہوئے ہوں۔ جن کے متعلق کیفیات زیر فقرہ (ج) درج ہیں۔

(۱) تنخواہ متولی اور لوگوں کے وظائف۔

(۲) خالص مذہبی اغراض۔

(۳) خیراتی اغراض۔

(۴) اغراض دیگر اور

(ح) کوئی کیفیت جو مقرر کر دی جائے۔

(۲) اس قسم کے ہر ایک بیان کے ساتھ وقف کرنے کی دستاویز یا نوشتہ منسلک ہوگا۔ یا اگر اس قسم کی کوئی دستاویز یا نوشتہ عمل میں نہ آیا ہو یا اسکی نقل حاصل نہ ہو تو اس میں وقف کا آغاز، نوعیت وقف اور مقاصد وقف کی تمام کیفیات جہاں تک کہ متولی کے علم میں ہوں، درج ہونگی۔

(۳) جب

(الف) اس ایکٹ کے آغاز کے بعد کوئی وقف کیا جائے۔ یا

(ب) یا ایسے وقف کی صورت میں جس کا بیان ایکٹ جواز وقف علی الاولاد ۱۹۱۳ء (نمبر ۶ ۱۹۱۳ء) کی دفعہ ۳ میں کیا گیا ہے۔ جو شخص کہ وقف کرتا ہو یا اس کے خاندان کے کوئی شخص یا اولاد اس ایکٹ کے وقت زندہ ہو اور اس کی رو سے کسی نفع کے حقدار ہونے کا مستحق ہو۔

ایسی صورت میں، جسکا حوالہ فقرۂ (الف) میں دیا گیا ہے۔ وقف کرنیکی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر اگر وہ بذریعۂ نوشتہ کیا گیا ہو، تو اس کے عمل میں آنے کی تاریخ سے ' یا ایسی صورت میں جسکا حوالہ فقرہ (ب) میں دیا گیا ہے، اس کی موت سے چھ مہینے کے اندر جو مذکورۂ بالا نفع کا مستحق ہو یا ایسے اشخاص میں سے آخری شخص جو زندہ رہے ' غرضکہ جیسی صورت ہو، بیان محولہ زیر ضمن (۱) بہم پہونچایا جائے۔

دفعہ کیفیات کی اشاعت اور مزید کیفیات کی اطلاع جب کوئی بیان زیر دفعہ ۳ بہم پہونچایا جائے۔ تو عدالت اسکے بہم پہونچانے کی اطلاع عمارت عدالت میں کسی نمایاں مقام پر چسپاں کرائیگی اور کسی ایسے دوسرے طریقے سے بھی شایع کرائیگی جو مقرر کر دیا جائے۔ اور بعد ازاں کوئی شخص عدالت کو درخواست تحریری بشمول فیس مقررہ دے سکتا ہے کہ متولی کے نام مزید کیفیات یا نوشتہ جات وقف کے آغاز نوعیت یا مقاصد یا جائداد موقوفہ کی حالت یا انتظام کی نسبت معلومات تامہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں عدالت تو متولی پر ایک پروانے کی تعمیل کرائیگی کہ وہ ایسی کیفیات یا نوشتہ جات ایسی میعاد کے اندر بہم پہونچا دے، جسکی پروانہ حکم میں عدالت ہدایت کر دے۔

حسابات کا بیان اور پڑتال

دفعہ ۵ حسابات کا بیان۔ جس تاریخ کو بیان محولہ نمبر ۲ بہم پہونچایا جائے

اُس کے بعد مارچ کی ۳۱ تاریخ سے تین مہینے کے اندر، ہر متولی ایک مکمل اور صحیح حساب ایسی شکل میں اور ایسی کیفیات کے ساتھ جو مقرر کر دیجائیں وقف کے تمام روپیہ کا جو اس کو وصول ہوا ہو۔ یا اسکی طرف سے وصول کیا گیا ہو، یا اُس نے یا اُس کی طرف سے خرچ کیا گیا ہو۔ جس کا وہ مارچ تک ۱۲ مہینے کی میعاد کے لئے متولی رہا ہو۔ یا میعاد مذکور کے اُس حصے کے لئے جس میں اس ایکٹ کے احکام وقف پر عائد ہوتے ہوں۔ یا جیسی صورت ہو، تیار کرے گا۔ اور ایسی عدالت کو بہم پہونچائے گا جسے ایسا بیان (پہلے) بہم پہونچایا گیا تھا۔

مگر شرط یہ ہے کہ عدالت کو اطمینان ہو جائے کہ ایسا کرنے کی کافی وجہ ہے تو وہ زیر دفعۂ ہذا فرد حساب بہم پہونچانے کی مقررہ مدت کو بڑھا سکتی ہے۔

دفعہ ۶۔ حسابات کی پڑتال

عدالت کو بہم پہونچانے سے قبل ہر ایک فرد حساب کی پڑتال کرائی جائیگی۔

(الف)، وقف کی کل آمدنی کے سال زیر بحث کے اندر بعد منہائی مالگذاری وٹیکس، اگر کچھ ہو، جو سرکار میں واجب الادا ہو، دو ہزار روپیہ سے زیادہ ہونے کی صورت میں کسی ایسے شخص سے پڑتال کرائی جائیگی جسے لوکل گورنمنٹ نے ایک سند ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۱۹۱۳ء (نمبر ۷ ۱۹۱۳ء) کی زیر دفعہ ۱۴۴ اعطا کی ہو، یا کسی ایسی مجلس یا انجمن کارکن ہو جسکے ارکین زیر دفعۂ مذکور تمام برٹش انڈیا میں کمپنیوں کے آڈیٹر بننے کے مستحق ہوں۔

(ب)، کسی دوسرے وقف کی صورت میں کسی ایسے شخص سے جسے

اس کے متعلق بذریعہ حکم خاص یا عام اختیار ردید ا گیا ہو۔

احکامِ عام

دفعہ ۷. متولی وقف فنڈ سے پڑتال وغیرہ کے اخراجات دینے کا مجاز ہے وقف کی تجاویز یا نوشتے میں باوجود کسی امر کے موجود ہونے پر ہر متولی جائداد موقوفہ کی مدنی سے ان اخراجات کی جو وہ مناسب طور سے کیفیات دستاویزات یا نقول زیر دفعہ ۳ یا ۴ بہم پہونچا یانے کے لئے یا سالانہ حساب کی تیاری یا اسکے سلسلے میں باغراض ایکٹ ہذا کرے، ادا کر سکتا ہے

دفعہ ۸ تصدیق کیفیات کی ہر فرد، جو زیر دفعہ ۳ یا ۴ بہم پہونچائی جائے اور ہر فرد حساب جو زیر دفعہ ۵ بہم پہونچائی جائے اُس عدالت کی زبان میں تحریر کی جائے گی جیسے وہ بہم پہونچائے گی، اور جو طریقہ سوال وجواب پر دستخط کرنے اور تصدیق کرنے کا مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء ۵ دسمبر ۱۹۰۸ء مہیا کر دیا گیا ہے اُسکے مطابق اسکی تصدیق ہو گی۔

دفعہ ۹ ملاحظہ نقول ہر شخص باجازت عدالت اور بہ ادائے فیس مقررہ کسی وقت جبکہ عدالت کھلی ہو مجاز ہوگا کہ وہ مقررہ طریقہ پر کسی فرد کیفیات یا دستاویز کے جو زیر دفعہ ۵ بہم پہونچائی گئی ہو یا کسی پڑتال کی رپورٹ کا جو کی گئی ہو، ملاحظہ کرے یا اسکی نقل حاصل کرے۔

سزا

دفعہ ۱۰۔ سزا
کوئی شخص جسکو زیر دفعہ ۳ یا ۴ کسی وقف کے متعلق کسی بیان کی کیفیت یا کوئی دستاویز پیش کرنے کا حکم ہو یا جس سے زیر دفعہ ۵ کوئی فرد حساب طلب کی جائے۔ اگر وہ بغیر معقول وجہ کے جس کا بار ثبوت اُسپر ہوگا۔ ایسے بیان یا دستاویز کی جیسی صورت ہو وقت مقررہ پر پیش کرنے سے قاصر رہے یا ایسا بیان پیش کرے جسکو وہ جانتا ہو یا یقین کرنے کی وجہ رکھتا ہو کہ وہ جھوٹا ہے یا دھوکہ دینے والا ہے یا اسمیں کوئی اہم تفصیل سچی نہیں ہے یا فرد حساب کی صورت میں ایسی فرد پیش کرے جسکی دفعہ ۶ کے مطابق پڑتال نہ ہوئی ہو۔ تو وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔ جو پانچسو روپیہ تک ہو سکتا ہے اور جرم ثانی یا جرم مابعد کی صورت میں دو ہزار روپیہ تک جرمانہ ہو سکتا ہے

قواعد

دفعہ ۱۱ اختیار وضع قواعد
(۱) لوکل گورنمنٹ بذریعہ نوٹیفکیشن مقامی گزٹ سرکاری میں شایع کرنے کے بعد اغراض ایکٹ ہذا کی عملدرآمد کے لئے قواعد وضع کر سکتی ہے۔

(۲) خاص کر اور بغیر کم کرنے عمومیت اختیارات متذکرہ بالا کے،

ایسے قواعد کل یا امور ذیل کی نسبت وضع کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی:-

(الف) مزید کیفیت جو متوسلین کو زیر فقرہ (ز) دفعہ ۳ ضمن (۱) پیش کرنی ہوگی۔

(ب) درخواستوں پر جو عدالت میں زیر دفعہ ۴ ضمن (۱) پیش ہوں کتنی فیس لگے گی۔

(ج) فرد حساب محولہ دفعہ ۵ کس فارم میں پیش ہوگی۔ اور اسمیں کیا کیفیت درج ہوگی۔

(د) اختیارات جو آڈیٹر پڑتال محولہ دفعہ ۶ کی اغراض کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اور آڈیٹر کی رپورٹ میں کیا کیفیت درج ہوگی۔

(ہ) زیر دفعہ ۹ معائنہ کرنے کی اجازت اور نقول دینے کے لئے بالترتیب کتنی فیس لگیگی۔

(و) بیانات اور آڈٹ رپورٹوں اور دستاویزات یا کاغذات کی نقول جو زیر ایکٹ ہذا عدالت میں پیش ہوں اُن کو حفاظت میں رکھنے اور

(ز) کسی اور امر کی نسبت جو مقرر ہے یا مقرر کیا جائے۔

دفعہ ۱۲ مستثنیات اس ایکٹ کا کوئی مضمون (الف) کسی اناکٹمینٹ پر جو برٹش انڈیا میں مذہبی یا خیراتی وقف کی دیکھ بھال یا نگرانی کے لئے ہر وقت جاری ہو اثر نہ کرے گا۔ یا

(ب) کسی وقف کی صورت میں عائد نہ ہو سکیگا جسکی جائداد۔

(۱) کا انتظام خزانچی اوقاف خیراتی یا ایڈمنسٹریٹر جنرل یا آفیشل ٹرسٹی کر رہا ہو۔

(۲) یا جس کا انتظام کسی ذی اختیار عدالت کا مقرر کیا ہوا رسیور کرتا ہو یا جس کا انتظام اس اسکیم کی رو سے ہوتا ہو جسے ذی اختیار عدالت نے منظور کیا ہو۔ یا جس کا انتظام کسی اناکٹمینٹ کے احکام کی رو سے کوئی اور حاکم کرتا ہو۔

دفعہ ۱۳۔ بریت لوکل گورنمنٹ مقامی گزٹ میں اشتہار دے کر کسی وقف یا اوقاف کو جو مسلمان جماعت کے کسی مخصوص فرقے کے فائدے کے لئے بنائے جائیں یا جن کا انتظام کیا جائے۔ اس ایکٹ کے یا اس کے کسی خاص حکم کے نفاذ سے مبرا کر سکتی ہے۔

مسلم وقف ایکٹ پر ہمارا تبصرہ

یہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے بعض اوقاف ایسے ضرور ہیں جنکی انتظامی حالتیں روز بروز ابتر ہوتی چلی جا رہی ہیں اور جنکی آمدنی و خرچ کا کوئی حساب نہیں۔ ایسے اوقاف کو اگر حکومت اپنے قبضے میں لے لے اور واقف کے منشاء کے موافق جائداد موقوفہ کی آمدنی کا صحیح اور جائز مصرف مقرر کر دے تو یقیناً یہ اوقاف پر اُسکا بہت بڑا احسان ہے۔ لیکن جن اوقاف کا انتظام پہلے ہی قابل اطمینان ہے اُن اوقاف کو ایکٹ کے تحت میں دیدینا گویا ایک جماعتی مقصد کو فوت کرنا ہے۔

وقف ایکٹ کے مفاد کا جہاں تک تعلق ہے ہمیں اسکے کسی لفظ سے اختلاف نہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے منظم اوقاف کو اس ایکٹ کے پنجے میں دینا چاہتے ہیں ایکٹ کی سخت گیری پر نظر ڈالیں تو اُنھیں صاف معلوم ہو جائیگا کہ قانونِ حکومت کے ماتحت کسی وقف کی آمدنی کا کتنا بڑا حصہ دفعہ ۷۔ ۸ اور ۹ کی تعمیل میں صرف ہونا چاہیئے۔ تمام ایکٹ کو دیکھا جائے، سوائے دفعہ ۱۳، ضمن (۵) کے مذہب کا کہیں ذکر تک نہیں آیا۔ حالانکہ اوقاف جن مقاصد کے تحت وجود میں آتے ہیں اُن کا بیشتر حصہ مذہبی احساسات پر مبنی ہوتا ہے اسلامی تعلیم، مجملاً تہذیبِ اخلاق، تحصیل علوم و فنون، حقوق العباد کی نگہداشت عقائد کی نگرانی، مساجد و مقابر کی آبادی و صفائی، یتامیٰ کی کفالت، مساکین

وغرباکی خبرگیری، قیام نماز، اعتصام رمضان، وغیرہ تعلیمات پر مشتمل ہے اور ہر وقف
انھیں کاموں سے کسی کام کے جاری و باقی رکھنے کے لئے وجود میں آتا
ہے۔ لیکن وقف ایکٹ کا پورا زور صرف اس بات پر ہے کہ حسابات
کی جانچ پرتال ہو۔ اور قانونی احتساب میں جو کچھ خرچ ہو وہ اوقاف
کی آمدنی سے لیا جائے۔ غالباً ایکٹ کی دفعہ کا یہی منشا ہے۔ اوقاف کی
آمدنی جسے خالصتاً مقاصد وقف میں خرچ ہونا چاہیے، وقف ایکٹ کی دفعہ ۹
کے مطابق نقول دستاویز کی فیس میں، دفعہ ۱۱ (۲) ضمن (ب) کے مطابق، عدالت
کی درخواستوں میں ضمن (ج) کے مطابق فارموں کی خریداری میں، ضمن (ہ)
کے مطابق اجازت معائنہ اور حصولِ نقول میں اور ضمن (و) کے مطابق حفاظت
دستاویزات کے معاوضے میں صرف کرنی ناگزیر ہوگی۔ اور محاسبوں کی تنخواہیں
بھی اسی وقف فنڈ سے دی جائینگی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مقصدِ وقف ایک ضمنی چیز
رہ جائیگا اور آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ منتظموں اور نگرانوں کے معاوضۂ
خدمات میں صرف ہوتا رہیگا۔

وقف ایکٹ پر زیادہ غور کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت
اوقاف کے حسابات کی جانچ پرتال اس لئے بھی ضروری سمجھتی ہے کہ انکم ٹیکس
اور مالگذاری وصول کرنے میں کوئی دشواری حائل نہ ہو۔ اور کسی وقف کی
آمدنی و خرچ کا حساب پردۂ راز میں نہ رہے۔ تمام وقف ایکٹ "جو" اور "یا" کی
ہمہ گیر وضاحتوں سے اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ متولی یا منتظم کے لئے کوئی گنجائش
تاویل کہیں باقی نہیں رہی۔ پھر اگر ان انتظامات میں ذرا بھی کوتاہی ہو تو دفعہ

کے مطابق پانچسو یا دو ہزار کا جرمانہ قانوناً موجود ہے۔ گویا واقف واقف رہتا ہے نہ متولی متولی، اور وقف کی صورت مسخ ہو کر یک گونہ مصیبت و دردسری کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

حکومت نے رفتہ رفتہ والیانِ ریاست کے مزاج اور ذاتیات میں دخیل ہو کر ریاستوں کی مالیات پر اپنا قبضہ کر لیا ہے اور وقف ایکٹ کے نفاذ سے اُسکا منشاء بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوقاف پر بھی پوری قدرت حاصل کر لے بہر حال اس خصوص میں ہمیں حکومت پر حرف گیری کا کوئی حق نہیں ہے اور ہم "از ماست کہ بر ماست" کہکر اپنی قوم ہی کو ان تمام مصیبتوں کا باعث سمجھتے ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اوقاف کی حالت کو بہت زیادہ قابلِ اعتراض بنا لیا ہے اگر اوقاف کی حالت ناگفتہ بہ نہ ہوتی اور حکومت کے کانوں تک بد انتظامی کی رپورٹیں وقتاً فوقتاً نہ پہونچتی رہتیں تو حکومت کو اس قسم کے ایکٹ کے نفاذ کی زحمت ہی کیوں ہوتی۔

انگریز قوم کی طبیعت میں جہاں استعمار و سخت گیری کا جذبہ موجود ہے وہاں اسکی طبیعت میں ایک سنجیدہ لچک بھی ہے اور یہی اسکی وہ ممتاز خصوصیت ہے جس نے اسے ایسے ملک میں فاتح کی حیثیت دیدی ہے جسے مختصر اقوام کہنا چاہئے۔

مسلم وقف ایکٹ جہاں انتظامی سخت گیریوں سے لبریز ہے وہاں اسکی آخری دفعہ ۱۳ حکومت کے انصاف و رواداری کا ایک ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ دفعہ ۱۳ میں بہ الفاظ صاف لکھدیا گیا ہے کہ

کسی وقف یا اوقاف کو جو مسلمان جماعت کے کسی مخصوص فرقہ کے فائدے کے لئے بنائے جائیں یا جنکا انتظام کیا جائے۔ لوکل گورنمنٹ مقامی گزٹ میں اشتہار دیکر اس ایکٹ یا اسکے کسی خاص حکم کے نفاذ سے بری کر سکتی ہے۔

داؤدی بوہرہ اوقاف کی خصوصیت

دفعہ ۱۳ وقف ایکٹ کی وضاحت کے مطابق ہمیں داؤدی بوہرہ اوقاف پر پھر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ دیکھنا ہے کہ "داؤدی بوہرہ اوقاف" اس دفعہ کے ماتحت بری اور مبرا ہو سکتے ہیں یا نہیں،

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ بوہرہ جماعت مسلمانوں کی ایک خاص جماعت ہے۔ پھر اس میں داؤدی بوہروں کو اخص سمجھنا چاہیئے۔ یہ فرقہ اپنے عقائد وخیالات میں شیعیان اسلام اور اسماعیلیہ خوجہ فرقے سے بہت مختلف ہے اس فرقے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے سیاست سے ابتک کوئی تعلق نہیں۔ تہذیب معاشرت، اسکا مقصد خاص ہے اور تعلیم وتجارت کے علاوہ تمدن کے دوسرے شعبوں سے اسے کچھ زیادہ تعلق نہیں ہے۔ اس فرقے کے سب سے بڑے قائد کو حکومت نے "ہز ہولی نس" کا خطاب عطا کرکے اس بات پر مہر تصدیق لگادی ہے کہ یہ فرقہ ایک مخصوص مذہبی فرقہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ داؤدی بوہرون کے فرقہ مخصوص میں جو اوقاف ہیں انکا مفاد کیا ہے؟۔ آیا اُن اوقاف سے افراد کی شکم پروری اور کفالت

ہوتی ہے یا پوری قوم اور فرقے کا مفاد اُن سے وابستہ ہے؟

جہاں تک میری تحقیق ہے، اسلامیانِ ہند میں سب سے زیادہ اور سب سے عظیم اوقاف صرف داؤدی بوہروں کے ہیں۔ اور ان اوقاف کی آمدنی تمامتر تعلیم، قیامِ مساجد، اور حفاظتِ مقابر میں صرف ہوتی ہے۔ اور اسطرح اوقاف کا حاصل پوری جماعت کے مفاد پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہی دو شرطیں کسی وقف یا اوقاف کو، وقف ایکٹ سے بری کر دینے کے لئے کافی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ داؤدی بوہرہ اوقاف" اس ایکٹ سے بالکل بری کر دیئے جائیں۔ خصوصاً جبکہ تمام جماعت (بہ استثنائے چند) بریت اوقاف کے لئے برابر اپنی آواز بلند کر رہی ہے۔ اور جو لوگ مخالف ہیں وہ بھی ایک ایک کر کے موافقین کی صف میں شریک ہوتے جا رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ حکومتِ بمبئی اِن تمام واقعات، مشاہدات، اور حالات کی موجودگی میں "داؤدی بوہرہ اوقاف" کو ضرور وقف ایکٹ سے بری کر دیگی اور اپنے بنائے ہوئے قانون کا خود احترام کر کے دوسروں کو اس کے احترام پر مجبور کرے گی۔

میں نے جن اوقاف کو اپنی آنکھوں سے بمبئی اور سورت میں دیکھا ہے اُن کے حالات و متعلقات بھی پیش کئے دیتا ہوں۔ اس سے میرے دو مقصد ہیں۔

(۱) یہ کہ اوقاف کی تفصیل سے یہ واضح ہو جائے کہ اِن اوقاف کا افادہ پوری جماعت کے لئے وقف ہے۔

(۲) یہ کہ جب کبھی داؤدی بوہرہ اوقاف کی تاریخ لکھی جائے تو میرے مشاہدات سے مورخ کو کچھ مدد مل سکے۔ امید کہ میری یہ کوشش اکابر بوہرہ جماعت میں بنظر استحسان دیکھی جائیگی۔ اور یہ صفحات میرے سفر بمبئی کی یادگار ثابت ہونگے۔

غرض نقشیت کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے

قصر الادب آگرہ
۲۸ فروری ۱۹۳۲ء

سیماب اکبر آبادی

تین لاکھ داؤدی بوہروں کے دل کی بات
وقف ایکٹ سے بریت کے لئے دلائل

ذاتی جذبات

(۱) ہمارا اور جمہور اسلامیان عالم کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ چونکہ اوقاف کی حیثیت عبادت گاہ ہونے کے سبب سے مقدس اور عظیم ہوتی ہے، اسلئے کسی غیر مسلم قانون، یا حکومت کی مداخلت اس میں روا نہیں رکھی جا سکتی اس عقیدے میں سنی، شیعہ، اور بوہرے سب متفق ہیں۔

(۲) قدیم عہد اسلام میں بیت المال، اور اوقاف کے نگراں خلفائے
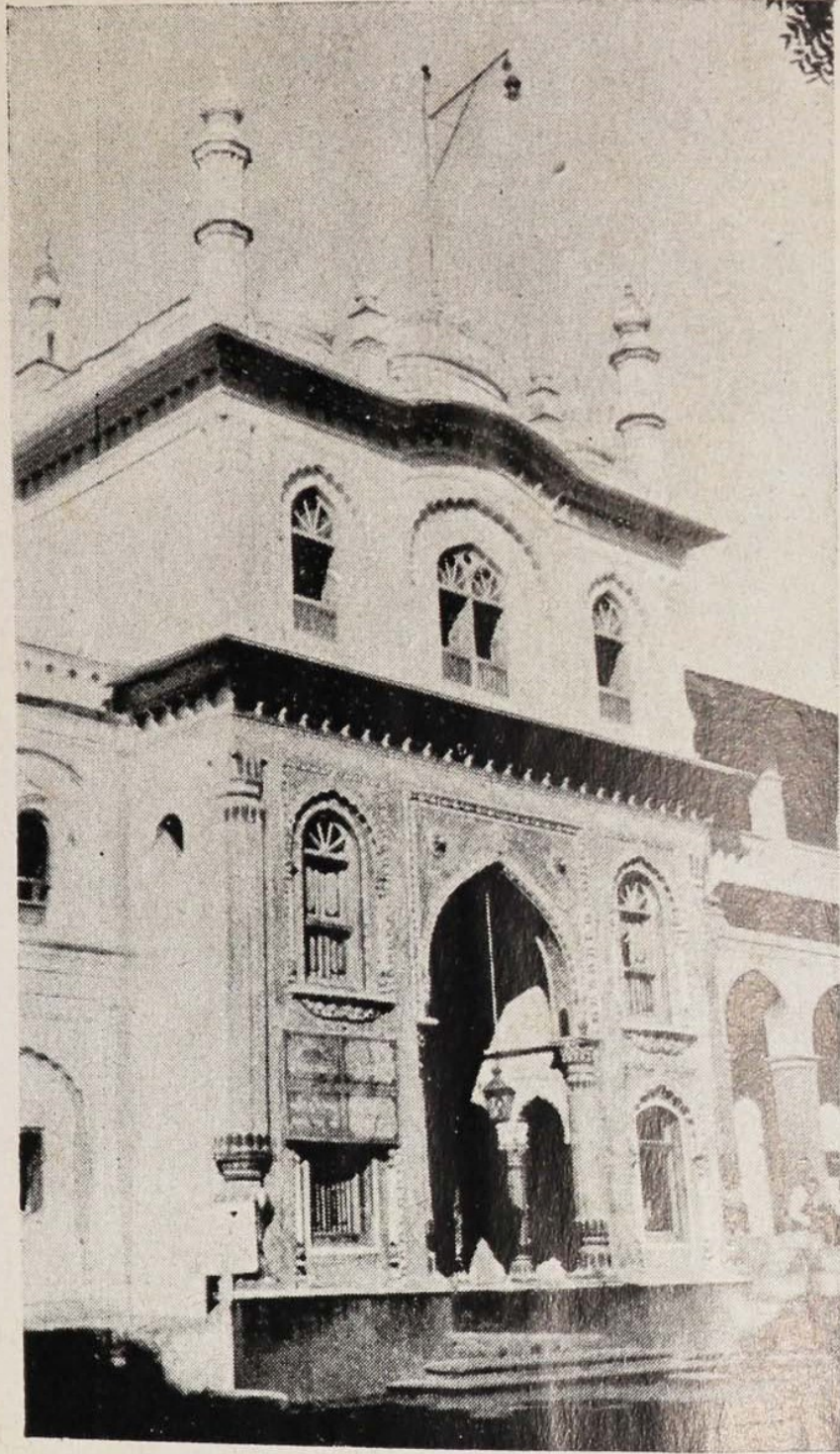
برہان پور کے قبرستان کا عالیشان دروازہ -

راشدین ہوتے تھے۔ جو اپنی طرف سے عمال مقرر کرکے زکوٰۃ جزیئے اور دوسرے شعبوں کی نگرانی فرماتے تھے۔ اسی طریقہ پر داؤدی بوہرہ جماعت بھی عامل ہے۔ اور اُس کو اسی طریقہ عمل قائم رہنا چاہیئے۔ جو زمانۂ خلفاء کا بہترین طریقہ ہے۔

(۳) ہم صدیوں اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہے مگر کسی نے ہمارے نظام اور عقائد میں دخل نہیں دیا۔ عہد ہمایوں سے لے کر عہد اورنگ زیب تک اپنے جماعتی انتظامات کی عنان خود ہمارے ہی ہاتھوں میں تھی، ہمارے پیشوا مساجد اور اوقاف وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ گو بعض اوقاف حکومت کی نگرانی میں بھی تھے لیکن بوہرہ اوقاف قانون حکومت سے بری تھا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ موجودہ زمانے کی طرح ہمارے اوقاف کا نظام اُسوقت بھی قابلِ اطمینان تھا اور یہی وجہ ہے کہ حکومت خواہ مخواہ دخل درمعقولات پسند نہ کرتی تھی۔

(۴) ہم اپنے پیشوائے جماعت کو نائب امام، داعی مطلق، مثیل معصوم اور جماعت میں سب سے زیادہ محترم سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے قومی ومذہبی امور میں "قول فیصل" کا حکم رکھتا ہے اور ہم اسکے احکام کی تعمیل کو سبب نجات وسعادت سمجھتے ہیں۔ اُسپر کافی سے زیادہ ہمارا اعتبار رہتا ہے پھر یہ کیونکر گوارا کیا جاسکتا ہے کہ کوئی محاسب اُسپر مقرر کیا جائے یا اُس سے کوئی اور شخص یا جماعت حساب فہمی کا مطالبہ کرے۔

(۵) علمائے اسلام مسلم وقف ایکٹ کو، اسلام میں ایک نئی قسم کی

مداخلت سمجھتے ہیں۔ گو بعض اوقات کی بدنظمی اور غبن کی وجہ سے قانونی نگرانی قرین مصلحت ضرور ہے۔ مگر چونکہ ہمارے اوقاف اس قسم کی شکایتوں سے مبرا ہیں اس لئے انھیں "وقف ایکٹ" سے فی بری ہی رہنا چاہیئے۔

(۶) ہمارے اوقاف کا انتظام اس اصول پر ہے کہ ہر شہر کے اوقاف کا انتظام ایک مقامی دولت مند اور متدین بوہرے کے سپرد ہوتا ہے۔ اور عامل وقت جو پیشوائے وقت کی طرف سے اس شہر کا عامل ہوتا ہے وہ اس کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر سال یا ہر دوسرے سال ایک ناظر بھی دورہ کرتا ہے۔ جسکی حیثیت بہت ارفع اور اعلیٰ ہوتی ہے۔ مزید برآں پیشوائے اعظم جب کہیں تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں کے اوقاف کا جائزہ بھی لیتے ہیں۔ اور اوقاف کی بہبود و ارتفاع کے لئے بھی کوشش فرماتے ہیں ناظم اوقاف ہر سال یا ہر ششماہی پر اوقاف کا حساب پیشوائے اعظم کی خدمت میں ارسال کرتا ہے۔ جیساکہ "فیض حسینی" کا حساب ہر سال شایع ہوتا رہتا ہے اسی طرح اکثر اداروں کا حساب بھی شایع ہوتا ہے۔ مسلم وقف ایکٹ کے عائد ہونے کے بعد منتظمین مجبور ہوں گے کہ اپنے پیشوائے اعظم کی بجائے چھوٹی چھوٹی عدالتوں میں حسابات پیش کریں۔ ایسا کرنا پیشوائے اعظم کے وقار و منصب کے خلاف ہے اور اسے کوئی غیور بوہرہ کسی طرح بھی گوارا نہیں کرسکتا۔

(۷) عام اسلامی اوقاف میں اور بوہرہ اوقاف میں بہت فرق ہے۔ ہمارے یہاں کوئی مسجد، کوئی قبرستان، یا کوئی اور جائداد حقیقی معنوں میں

صرف اسی وقت مسجد، قبرستان، "وقف" کہلا سکتے ہیں جب وہ پیشوائے اعظم کی اجازت سے تعمیر ہوئے ہوں - اور تقدیس تعمیر خود اُنھوں نے فرمائی ہو۔ ہمارے تمام اوقاف پیشوائے اعظم کے نام سے یا اونکی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اُنھیں کے تصرف اختیار میں دیدیئے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ اس قسم کے اوقاف قانون وقف کے تحت میں کسی طرح بھی نہیں آسکتے

(۸) ہم اپنے پیشوائے اعظم کو کالمعصوم یقین کرتے ہیں۔ دعاۃ کا سلسلہ آٹھ صدی سے قائم ہے - اس عرصہ میں پچاس داعی مبعوث ہو چکے ہیں۔ مگر کسی ایک داعی کی طرف کوئی ایک ادنیٰ سا فعل بھی ایسا منسوب نہ ہو سکا۔ جو اُن کے دعوے عصمت کے خلاف ہو۔ موجودہ داعی کا نمبر ۵۱ ہے - جن کے تقدس و بزرگی کا ایک عالم قائل ہے ۔بس یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم ایک معصوم بزرگ و پیشوائے جماعت کے تحت سے اپنے اوقاف نکالکر عدالتوں کے اختیار میں دیدیں۔ جو خطاؤں سے کسی طرح بھی منزا نہیں ہو سکتیں۔

(۹) ہم لوگ یہاں تک تیار ہیں کہ اگر حکومت نے ہمارے ذاتی اوقاف و املاک کو وقف ایکٹ سے بری نہ کیا ۔ اور ہماری تین لاکھ آوازوں کو ٹھکرا دیا تو ہم آئندہ اپنی املاک کو بجائے وقف کرنے کے اپنے پیشوائے اعظم کے نام پر ہبہ کر دیا کرینگے - اسکی ایک مثال یہ ہے کہ بمبئی میں "چاندا بھائی گلہ کیس" کے نام سے ایک مقدمہ چلا تھا۔ مقدمہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ گولک (گلہ) کا حساب ہر سال ایڈووکیٹ جنرل ملاحظہ فرمایا کریں گے اس فیصلے کے بعد ہم بوہروں

نے پہلی گولک کے قریب دوسری گولک رکھدی اور اس میں روپیہ ڈالنا شروع کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب پہلی گولک میں صرف چند سکے نکلتے ہیں لیکن نئی گولک سے ہر سال ہزار ہا روپیہ برآمد ہوتا ہے۔

(۱۰) قانون وقف عائد ہونے کے بعد اوسکی بعض دفعات کے مطابق اعزازی کام کرنے والے دست بردار ہوجائیں گے اور تنخواہ دار منتظم کام کرینگے۔ اس صورت میں اوقاف کو مالی خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔ اور انتظام بھی خاطر خواہ نہوگا۔

(۱۱) اوقاف کی آمدنی پر آڈٹ (محاسبہ) کی فیس پانچ روپیہ فیصدی مقرر کی گئی ہے۔ جو منشائے وقف کے قطعی خلاف ہے۔

(۱۲) اگر مختلف اوقاف کا انتظام مختلف شہروں کی عدالتوں کے ذریعے ہوا تو نظام اوقاف کی مرکزیت کو بے حد نقصان پہونچیگا۔ اور جو تنظیم و اتحاد آج بوہرہ قوم میں موجود ہے اُسکا شیرازہ بکھر جائیگا۔ اسوقت ایک پیشوائے اعظم کے ماتحت ہونے سے اوقاف کے انتظام کو مرکزیت حاصل ہے اور تمام کارپرداز ایک ہی نظامِ عمل سے وابستہ ہیں۔ قانون وقف کے بعد اس جماعت کے مقاصد اوقاف میں بہت زیادہ انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

(۱۳) اسوقت جو لوگ قانون وقف کی حمایت کررہے ہیں انکی تعداد سو سے زیادہ نہیں ہے۔ اور اس سے اختلاف رکھنے والے تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اسلئے حکومت کو اکثریت کا خیال رکھنا چاہئے اور جمہور کی آواز کا احترام کرنا چاہیئے۔

داؤدی بوہرہ اوقاف

بمبئی میں

(۱) طیبی مسجد[۱]

یہ مسجد سات تار محلہ میں واقع ہے۔ موجودہ ملا صاحب کے زمانے میں سیٹھ آدم جی بھائی جی بھائی رنگ والے کے فرزندوں نے اسے تعمیر کر کے وقف کر دیا مسجد میں لکڑی کے متعدد منقش ستون ہیں۔ فرش نہایت مکلف ہے۔ اندازۂ وقت کے لئے ایک نفیس گھڑی آویزاں ہے۔ مسجد کا حوض نہایت خوشنما ہے۔ صفائی کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک سوئی بھی گر جائے تو نظر آسکتی ہے۔

مسجد سے متعلق چند دوکانیں ہیں جنکی آمدنی مسجد ہی میں صرف ہوتی ہے اسوقت تین دوکانیں آباد اور ایک خالی تھی۔ مسجد کے پیش امام صاحب

۱۔ چونکہ میں نے ان اوقاف کی تحقیق کسی خاص پروگرام کے ماتحت نہیں کی تھی اس لئے اوقاف کے انضباط میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہے۔ جہاں جو وقف مل گیا ہے۔ اس کے متعلق موجود الوقت حضرات سے تحقیق کر کے وہیں قلمبند کرلیا۔ (سیماب)

بھی مسجد میں رہتے ہیں۔ اِس مسجد کی طرف سے مسجد میں ایک مدرسہ بھی "مدرسۂ محمدیہ" کے نام سے جاری ہے۔ سوسوا سو لڑکے اور لڑکیاں مفت تعلیم پاتی ہیں۔ ۳ معلم کام کرتے ہیں اس مسجد کا سال تعمیر ۱۳۴۱ھ ہے۔
مندرجۂ ذیل کتبہ بھی مسجد میں کندہ ہے:۔

کتبہ

فی یوم میلاد الامام الطیب	بدی افتتاح المسجد الطیبی
بید سیف الدین سیدنا	داعی الدعاۃ السادات النجبی
بناہ ابناء لادمجی بھا	ئی جی لوجہ اللّٰہ۔ لا سبب
خز و جزاءً طیباً قد اتی	تاریخہ والنظم فی العربی

۱ ۳ ۴ ۱ ھ

(۲) بوہروں کا مسافر خانہ

یا

مورش والا منزل

اس مسافر خانہ کے بانی سیٹھ کریم جی جیونجی، سیٹھ نور بھائی جیونجی اور سیٹھ حسین بھائی جیونجی ہیں یہ مسافر خانہ بھی موجودہ ملا صاحب کے زمانے میں تعمیر ہوا ہے۔ تاریخ تعمیر ۲۸ مارچ ۱۹۲۳ء مطابق ۲ شعبان

سنہ ۱۳۴۲ھ ہے۔

مسافر خانے میں ۵۲ کمرے ہیں۔ ۵ منزلیں ہیں۔ اس کے متعلق گیارہ دوکانیں ہیں۔ جن میں سے اسوقت ۴ خالی تھیں۔ یہاں داؤدی بوہروں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے۔

(۳) بُرہانی مسجد

یہ مسجد کھوکھا بازار میں واقع ہے۔ ملا صاحب کے والد ماجد سیدنا محمد برہان الدین مرحوم و مغفور کے زمانے میں بنی۔ مسجد سے متصل بالائی منزل میں ایک مدرسہ بھی ہے۔ اس مسجد کے متعلق ۵ یا ۶ دوکانیں ہیں جنکا کرایہ معقول جگہ ہونے کی وجہ سے بہت اچھا آتا ہے۔

سیٹھ ملا اکبر علی ملا رسول جی نے حال میں اسکی مرمت بھی کرا دی ہے اسی مسجد میں ایک مدرسہ شبینہ بھی ہے جسمیں ۸ طلباء درس لیتے ہیں۔

سال تعمیر سنہ ۱۹۱۲ء تعمیر حصہ عقبی سنہ ۱۹۲۰ء

(۴) بدری محل

یہ عمارت ہارن بی روڈ۔ بوہرہ اسٹریٹ پر واقع ہے۔ بڑی عظیم الشان عمارت ہے متعلقہ دوکانوں کی آمدنی بہت کافی ہے۔ اسی محل میں اوقاف کے دفاتر بھی ہیں۔ ایک مسجد بھی ہے۔ جو نہایت آراستہ و پیراستہ ہے۔ صدر دروازہ پر پہونچتے ہی عنبر و عود کی خوشبو نے مشام روح کو معطر کر دیا۔

معلوم ہوا کہ دروازہ ہی پر سیٹھ چاند بھائی کریم بھائی کا مزار ہے۔ جو نہایت مخیر بزرگ تھے۔ یہاں تجوریاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ جن میں لوگ روپیہ پیسہ ڈالتے ہیں۔ اور ہر سال ہزارہا روپیہ نکلتا ہے۔

اوپر کی منزل میں ایک مدرسہ "مدرسہ طیبیہ" کے نام سے جاری ہے یہاں مسجد میں میں نے ایک عجیب و غریب گھڑی دیکھی جسمیں علاوہ وقت کے برج اور سیاروں کا حال بھی معلوم ہوتا ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ گھڑی شیخ خان بھائی افسر سورتی کی صناعی کی یادگار ہے۔ جنھوں نے ایسی چھ گھڑیاں اپنے ہاتھ سے بناکر مساجد کی نذر کردی ہیں۔ گھڑی کی مجموعی حالت سے صانع کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ اگر بنانے والے کا نام نہ بتایا جائے تو ہر دیکھنے والا یہی سمجھیگا کہ یہ گھڑی یورپ کے کسی بڑے کارخانے سے بنکر آئی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ افسر صاحب کی تصنیف سے مراثی کی ۱۴ جلدیں چھپ کر شایع ہوچکی ہیں۔ اُس قوم کی برتری و ترقی میں کسے شک ہوسکتا ہے جس میں ایسے ایسے باکمال شخص پیدا ہوئے ہوں۔

(۵) سینی ٹوریم
یا
محل الشفائے و النزہت

یہ سینی ٹوریم۔ کوئنس روڈ پر چرنی روڈ اسٹیشن کے بالکل سامنے ساحل پر واقع ہے ۱۳۰۲ھ میں بزمانہ سیدنا عبد الحسین حسام الدین تعمیر ہوا

اس وقت اسکی حالت اچھی نہیں ہے سنا ہے کہ پریوی کونسل کے فیصلے کے بعد اسکی اصلاح ہو گی۔

اس کی خراب حالی کا سبب یہ ہے کہ سینٹوریم تقریباً ایک جگ (۱۲ سال) تک "مخالفین کے قبضے میں رہا۔ اسکی حالت اُسی وقت خراب ہو چکی تھی۔ آخر "اس قبضہ" مخالفانہ کے خلاف واگذاشت کے لئے عدالت سے چارہ جوئی کرنی پڑی۔ عدالت نے فیصلہ کر دیا کہ عمارت بوہرہ قوم کے سپرد کر دی جائے۔ اسپر مخالفین نے پھر مرافعہ دائر کیا مرافعہ کے فیصلے میں بھی عدالت بالا نے عدالت ماتحت کے فیصلے کی تائید کی۔ مگر مخالفین اب بھی اپنی ضد پر قائم رہے اور پھر بھی کونسل میں ایک اپیل اور دائر کر دی۔ اب اس فیصلے کے انتظار میں یہ عمارت اپنے قدیم نگرانوں کی بدنظمی کا ماتم کر رہی ہے۔ پھر بھی کونسل کے فیصلے کے بعد جو یقیناً داؤدی بوہرہ جماعت کی موافقت اور دو ماتحت عدالتوں کی تائید میں ہوگا۔ اس عمارت کی ترمیم و تجدید ہو گی اور اس میں شک نہیں کہ اپنی وسعت اور بعض تعمیری خصوصیات کی وجہ سے یہ عمارت بہت لاجواب اور قابل دید بن جائے گی۔

یہاں محرم میں دس روز تک وعظ ہوتا ہے۔ ساتھ ہی میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اسی کے متصل آدم جی پیر بھائی کا مزار ہے۔ جو اس عمارت کے واقف ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ جگہ صحت و تندرستی کے لئے بہت اچھی ہے بشرطیکہ اسمیں صفائی اور سپیدی وغیرہ کا انتظام ہو جائے۔ سینی ٹوریم بہت وسیع و طویل ہے۔ ایک گوشہ میں بوہروں کا قدیم قبرستان بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ

اس سینی ٹوریم کی تعمیر میں ۱۶ لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ پہلے یہاں مدرسہ بھی تھا اب مقدمہ کی وجہ سے خارج الاستعمال ہے۔

صدر دروازے کی دیوار میں یہ کتبہ کندہ ہے

قصر علا کا السماک والجبهة　　لم ترتقی الحسن مقلة شبهة

محمدی المحل بینفی به　　اللهم لیشفی المرضی بلا شبهة

قد امه البحر فوق ساحله　　روض عجیب مطیب النکهة

وادم ابن فیر بناه لاهل　　الدین قصد اللوبه وجهة

ان رمت تاریخ ذا المحل فقل　　هذا المحل الشفاء والنزهة

فالحمد لله والصلوة علی　　طه واهله دائم البرهة

اسس نجم الهدی البناء له　　فنال من رفع شانه کنهه

وفی زمان الحسام سیدنا　　فتم فاصبح مشرق الجبهه

(۶) ناریل واڑی کا قبرستان

ماؤنٹ روڈ پر میں نے داؤدی بوہروں کا قبرستان بھی دیکھا۔ عجیب زندگی برس رہی تھی۔ صفائی اور دوسرے انتظامات دیکھکر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ تمام قبریں نہایت اچھی حالت میں مرتب ہیں۔ جنبر سپیدی بھری ہوئی ہے۔ ترتیب کا لحاظ اتنا رکھا گیا ہے کہ بادی النظر میں ہزاروں کفن پوش مسلمان صف بستہ سر بسجدہ نظر آتے ہیں۔ کوئی ایک قبر بھی ایسی نہیں جو شکستہ و ریختہ ہو

ایک ہمارے قبرستانوں کی حالت ہے جسے دیکھکر دل پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور مرنے کو جی نہیں چاہتا۔

نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے ایک کشادہ مسقف جگہ علیحدہ بنی ہوئی ہے شکایتی بکس لگا ہوا ہے کہ اگر کسی کو قبرستان میں کوئی نقص نظر آئے تو وہ شکایت لکھکر اس باکس میں ڈالدے میرے خیال میں یہ بکس ہر وقت خالی رہتا ہوگا۔

میت کو غسل دینے کے لئے بہت بڑا غسل خانہ بھی شریک ہے۔ چونکہ بمبئی کے مکانوں میں اتنی گنجائش نہیں کہ میت کو گھر میں غسل دیا جائے اسلئے اس کا انتظام بھی قبرستان ہی میں ہوتا ہے۔

کئی تنخواہ دار آدمی انتظام کے لئے قبرستان میں شب و روز مامور رہتے ہیں۔ روشنی کا بھی انتظام ہے۔

اسی قبرستان میں ایک گوشہ عبرت بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب قاردیویا بوہر داؤدی بوہروں سے بربنائے مخالفت علیحدہ ہوئے تو انھوں نے قبرستان میں بھی اپنے لئے علیحدہ جگہ کا مطالبہ کیا۔ جگہ دیدی گئی۔ جو ایک چار دیواری میں محیط ہے۔ لیکن بدنظمی کی وجہ سے گھاس پھوس سے بھری ہوئی ہے۔ اور بہت خراب حالت میں ہے۔ ۶ قبریں بنی ہوئی ہیں۔ مگر نمود ایک کو بھی حاصل نہیں یہ لوگ ۱۹۱۷ء میں داؤدی جماعت سے الگ ہوئے ہیں مگر افسوس ہے کہ آج تک نہ اپنی حالت سنبھال سکے نہ اپنے قبرستان کا انتظام کر سکے یہ منظر اُن لوگوں کے لئے وجہ عبرت ہے جو نفاق کو اتفاق پر ترجیح دیتے ہیں۔ داؤدی بوہروں کے قبرستان میں ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کے پارے بھی مہیا کر دیئے گئے ہیں

بعض قبروں پر کچھ لکھا ہوا بھی ہے۔ مگر کتبوں کا رواج عام نہیں ہے۔ مبارک ہے وہ جماعت اور وہ قوم جو اپنی زندگی کی طرح اپنی موت کو بھی درخشاں آثار سے معمور رکھتی ہے۔

بوہروں کی جامع مسجد

یوں تو بوہروں کی بہت سی مساجد بمبئی میں موجود ہیں اور سب اچھی حالت میں ہیں لیکن جامع مسجد بہت ہی اچھی حالت میں ہے۔ یہ مسجد ابراہیم نورالدین المتوفی ۱۲۴۷ھ نے بنوائی تھی۔ انکی قبر بھی اسی مسجد میں ہے۔
مسجد میں جھاڑ فانوس فرش فروش گھڑی وغیرہ بہت سے سامان نہایت قیمتی ہیں۔ جگہ بہت وسیع ہے صحن کشادہ ہے۔ گو یہ مسجد اسلام پورہ کی مسجد سے چھوٹی ہے مگر بارونق بہت ہے۔ اسی سے متصل بمبئی کی عام جامع مسجد ہے۔
ہر ہفتے عامل صاحب یہاں تشریف لاتے ہیں اور جماعت متعلق محلہ کے ضروری امور کا فیصلہ کرتے ہیں۔ عورتوں کے لئے الگ پردے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ مسجد کے بالائی حصے میں "مدرسہ داؤدیہ" جاری ہے۔ ۲۰۵ طالب علم اور طالبات تعلیم پاتی ہیں۔ ۶ معلم تدریس کے لئے معمور ہیں۔
مجھے یہاں آکر معلوم ہوا کہ جماعت کے جسقدر مدرسے ہیں سب کو ملا صاحب اپنے پاس سے گرانٹ دیتے ہیں۔ گورنمنٹ سے کسی مدرسے کے لئے کوئی اعانت نہیں لی جاتی مجھے یہ خصوصیت بہت پسند آئی۔ حکومت سے اعانت لے کر اس کی منشاء و مقصد کا محتاج بن جانے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے مدارس کا خود ہی

انتظام کیا جائے۔ اور نصاب تعلیم وغیرہ اپنی ضرورت اور افادۂ قوم کے مطابق مروج کیا جائے۔

جامع مسجد کے متعلق کوئی دوکان نہیں ہے۔ فی کس اور روز کے حساب سے قومی فنڈ جمع ہوتا ہے اس فنڈ میں وہ بوہرہ دوکاندار حصہ لیتے ہیں جنکی دوکانیں جامع مسجد سے متصل واقع ہیں۔

مسجد کے پیچھے داؤدی بوہروں کا جماعت خانہ [1] ہے۔ یہاں ماہ رمضان میں کھانے ہوتے ہیں۔ سحری و افطار کے وقت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور مخیر حضرات کی طرف سے خورد و نوش کا انتظام حسب حیثیت کیا جاتا ہے۔

مسجد کے فانوسوں پر ابراہیم خلیل اللہ مسجد جامعہ لکھا ہوا ہے۔ اور بہت بڑے بڑے فانوس جابجا آویزاں ہیں۔ دروازوں پر سرخ شیشوں میں سفید حروف سے مختلف قسم کے کتبے لکھے ہوئے ہیں۔

محرم میں یہاں بھی دس روز تک وعظ ہوتا ہے۔

صدر دروازہ جامع مسجد پر تین کتبے، عربی فارسی اور اردو میں کندہ ہیں۔

---

[1] بمبئی میں داؤدی بوہروں کے کئی جماعت خانے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی عمارتیں ہیں جو تمام قوم کے لئے ہر وقت کھلی رہتی ہیں۔ اور شادی بیاہ، دعوتوں، جلسوں وغیرہ کے کام آتی ہیں۔ بعض جماعت خانوں میں ظروف اور فروش کا انتظام بھی رہتا ہے۔ یہ داؤدی بوہرہ قوم کے تمدن و اتحاد کا ایک خوشگوار ثبوت ہے۔

کتبۂ عربی

باحسنه من مسجد قد نباه — لوجه من تعنو لديه الجباه
ذو البر ابراهيم وهو ابن نور — الدين اسنى ذو المعالى جزاه
مجدّدا نباءه بعد ما — وسعه وذالك بر تناه
اقول فى تاريخه للذى — قام لبنيه لوجه الاله
قلبى ان ربى سميع الدعا — رب اجعلنى مقيم الصلوة
وان تسئل عن عامه اذاتى — ذا منتظر يعجب من قد راه
فهذ الآية غرة وحبه — اللوح خذها ورسم من قد نباه

کتبۂ فارسی

بہر داؤدیاں دریں موضع — مسجدے بود از زمانِ قدیم
لیکن از کہنگی ز سیر تا پا — گشتہ بوسیدہ ہمچو عظمِ رمیم
تنگیٔ جائے ہم علاوہ آں — دلِ عباد را نمود الیم
چوں خبردار شد ازیں حالت — فخرِ اعیاں جنابِ ابراہیم
بہر تعمیرش از دو فورِ سخا — داد در دل ارادہ را تصمیم
در زمانِ جنابِ نجم الدین — کرد حاصل اجازتِ ترمیم
لیک آغاز گشتہ تعمیرش — در اوانِ حسام الدین ہمیم
رفتہ رفتہ بعہدِ برہانی — گشت تیار ایں بنائے عظیم

بہر تاریخش اے طپش چو شدم	سائل از درگہ خدائے کریم
ہاتفم از سر طہارت گفت	"کرد تعمیر کعبہ ابراہیم"

۱۳۰۹ ھ

منشی خورشید حسن طپش لکھنوی

کتبہ اردو

مَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ

اندنوں فضل الٰہی سے ہوا ہے تیار	بمبئی میں یہ عجب خانۂ خلّاقِ عظیم
جسکی تعریف میں انساں کی زباں ہی قاصر	جسکی توصیف میں قاصر ہے دلِ عقلِ سلیم
کس طرح اسکی صفت میری زباں سے ہو ادا	کس طرح اسکے ہوں اوصاف قلم سے ترقیم
وہ بلندی، وہ ستون اسکے وہ سقف کی وسعت	گویا دنیا میں ہی یہ گلشنِ جناتِ نعیم
بانی اس مسجد اعلیٰ کا ہی وہ رأس رئیس	نام جسکا ہی عیاں مہر صفت ابراہیم
بردبار، اہلِ وفا، ذی شرف و ذی ثروت	فخر ارباب ہم صاحبِ عز و تکریم
عہد میں نجم ہدیٰ کے تھا ملا حکم بنا	پر ہوئی عہدِ حسامی میں شروعِ ترمیم
عہد برہان ہدیٰ میں ہوا وہ کام تمام	بطفیل نبی و فضل خداوند کریم
فکر تاریخ کی جب مجھکو ہوئی دل نے کہا	لکھدے اس طرح کہ آگاہ ہو ہر ایک فہیم
لوح اشعار پہ تحریر جو کی ہے آیت	اُسکے اعداد میں ضم کر عددِ ابراہیم
دوسرے مصرع تاریخ کی خواہش جو ہوئی	دی ندا ہاتفِ غیبی نے زروئے تعظیم

سر دیندار ہے اے افسر خوشگو کہدے

"بانی اس سجدہ گہ خلق کے ہیں ابراہیم"

۱۳۰۹ ہجری

(شیخ خان بھائی افسر)

تنبو والا مسجد

یہ مسجد پاک موڈیہ اسٹریٹ اسلام پورہ میں واقع ہے۔ اکثر مساجد سے اسکی وسعت زیادہ ہے۔ اس مسجد کے متعلق دو مدرسے ہیں تمام مسجد فرش فروش، فانوسوں، اور قیمتی سامانوں سے آراستہ اور بہت اچھی حالت میں ہے۔

(۹) زچہ خانہ

یہ بوہرہ قوم کی انتہائے بیداری کی دلیل ہے کہ اُس نے اپنی طرف سے زچہ خانوں کا انتظام بھی اعلےٰ پیمانے پر کیا ہے۔ یہ زچہ خانہ سر راہ نہایت ارفع وبلند بنا ہوا ہے۔ جسکا انتظام سیٹھ حسن علی طیب علی کے وقف سے ہوتا ہے۔ عمارت میں ۲۷ کمرے ہیں۔ ایک لیڈی ڈاکٹر مقرر ہے۔ زچاؤں کے کھانے پینے کا انتظام بھی زچہ خانے ہی میں ہوتا ہے۔ عام طور پر اس زچہ خانے کے متعلق بہت اچھی رائے ہے۔ ہم نے کسی سے کوئی شکایت نہیں سنی یہ کئی منزل کی عمارت ہے جس میں ہر سمت سے پردے کا کافی انتظام ہے۔

(۱۰) دار العلوم و دار الاقامۃ سیفیہ

سنتاکرز روڈ پر واقع ہے میں نے اس دار العلوم کا معائنہ کیا۔ اسکے پرنسپل جناب ملا فدا حسین صاحب پردہ ضلع رامپورہ (مالوہ) کے رہنے والے ہیں بہ اعتبار علم و فضل بہت زیادہ قابلِ احترام ہیں۔ اسوقت ۵۵ میں سے ۳۹ طلباء حاضر تھے۔ اس مدرسہ میں ایک جماعت فوقانیہ اور ۸ درجے ہیں۔ عربی۔ گجراتی۔ اردو۔ اور انگریزی میں تعلیم دی جاتی ہے۔ دو ہندو اور دو مسلمان معلم ہیں۔ طلبا سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ مدرسوں کی تنخواہیں اوقاف فنڈ سے ملتی ہیں۔

یہاں کے فارغ التحصیل طلباء انگریزی مدارس کی ساتویں جماعت میں بہ آسانی لے لئے جاتے ہیں۔ اس سے کہ یہ مدرسہ سرکاری طور پر Recognized (مستند) ہے۔

صرف و نحو۔ فقہ۔ ادب اور تاریخ کی عربی میں تعلیم دی جاتی ہے۔ نصاب تعلیم خاص ہے بعض طلبا کو کتابیں مدرسے کی طرف سے دی جاتی ہیں۔

میں نے بعض طلباء کا عربی اور انگریزی میں امتحان لیا۔ سب نے نہایت قابلِ اطمینان جواب دیا۔ اس مدرسہ میں ایک لائبریری کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

دار الاقامہ

دار الاقامہ کے منیجر اسمٰعیل بھائی۔ بہت محنتی اور منتظم شخص ہیں دار الاقامہ کی فیس ماہانہ ۱۶ عہ فی طالب علم لی جاتی ہے۔ نابالغ بچوں سے ۱۲ عہ لئے جاتے ہیں۔ اسمیں علاج کی فیس، روشنی، بستر۔ کمرہ۔ حجام، دہوبی اور کھانے کے اخراجات شامل ہیں۔

داؤدی بوہرہ جماعت کے جو طلبا دوسرے مدارس میں تعلیم پاتے ہیں وہ بھی اس دار الاقامہ میں ٹھہر سکتے ہیں۔ ورزش کا بھی خاص انتظام ہے۔ اور طلبا کی صحت وتندرستی کی نگرانی اور علاج معالجہ کے لئے ایک ڈاکٹر مقرر ہے۔ جو روز صبح طلبا کے معائنہ کے لئے آتا ہے۔

دار الاقامہ کے کمرے ہوادار اور کشادہ ہیں۔ صفائی کا بہت اچھا انتظام ہے یہ دار العلوم اور دار الاقامہ شہر کی آبادی سے باہر کھلی ہوئی جگہ میں بنا ہوا ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے۔

اس وقت دار الاقامہ میں ۱۷ طلبا موجود تھے۔ ان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ انھیں یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔

دار الاقامہ کا باورچی خانہ بہت صاف تھا۔ اور ہر چیز قرینے سے رکھی ہوئی تھی۔ اسٹور بھی بلحاظ انتظام نہایت منظم تھا۔
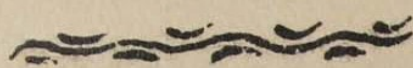
(۱۱) غرّۃ المساجد

یہ مسجد اسلام پورہ میں واقع ہے۔ بہت آراستہ و پیراستہ اور آباد ہے۔ ہر جگہ الیکٹرک کی روشنی کا انتظام ہے۔ چھت پر صنعت کاری ہو رہی ہے۔ ستون نہایت بلند اور مرصع ہیں جو لکڑی سے بنائے گئے ہیں اور اُن پر نہایت مناسب رنگ چڑھا کر بہت خوشنما بنا دیا گیا ہے۔ مسجد کا صحن بہت وسیع ہے۔ ملا صاحب محرم میں دس۱۰ روز تک یہاں خود وعظ فرماتے ہیں۔ اسے "مسجد اعظم" اور "مسجد طاہری" بھی کہتے ہیں۔

اس مسجد کے متعلق ایک لائبریری اور ایک "مدرسۂ طیبیہ" بھی ہے۔

بدری لائبریری

لائبریرین = حسن علی مامون جی۔

سیکریٹری = ملا نور الدین طیب علی۔

نائب سیکریٹری = حسن علی نور بھائی۔

اس لائبریری میں ایک ہزار گجراتی۔ ۲۰۰ اردو۔ ۲۵ عربی اور ۲۵۰ انگریزی کتابیں موجود ہیں۔ ہر زبان کے ۴۰ اخبارات آتے ہیں۔ لائبریری میں آنے والوں کی تعداد ستر کے قریب ہے۔

معاونین سے ماہانہ چندہ عہ، ۴؍ اور ۸؍ لئے جاتے ہیں۔ لائبریری کے اخراجات حسب ذیل ہیں۔

تنخواہ لائبریرین ۳۵؍ ماہانہ

کرایہ مکان ۲۵؍ ماہانہ

خریداری اخبارات ۵؍ ماہانہ

یہ لائبریری صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ اور رات کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک کھلتی رہتی ہے۔ انتظام معقول ہے۔ میز اور کرسیاں نہایت قرینے سے لگی ہوئی ہیں۔

مدرسۂ طیّبیہ

غرۃ المساجد کا یہ مدرسہ بہت کامیاب مدرسہ ہے۔ ملا اکبر علی صاحب اس مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر ہیں جنہیں علوم مشرقیہ میں کافی تبحر حاصل ہے۔ اسوقت ۲۴۴ طلبار ہیں سے ۲۲۷ طلبار حاضر تھے۔ ۱۰۷ لڑکے اور ۱۴۵ لڑکیاں یہاں تعلیم پاتی ہیں۔ جن سے صرف داخلہ کی فیس ۸؍ لی جاتی ہے۔ باقی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

۵ طبقے ہیں۔ تیسرے درجہ تک تعلیم کا انتظام ہے۔ انگریزی تعلیم یہاں نہیں دی جاتی۔ ۹ معلم درس و تدریس کے لئے مقرر ہیں۔ کتابیں طلبار خود لاتے ہیں۔ لیکن بعض مستحق طلبار کو کتابیں مدرسہ کی طرف سے بھی ملتی ہیں۔ معلمین کی معلومات کے لئے رسالہ "رہنمائے تعلیم" اور "شالاپتہ" دو رسالے مدرسہ کی طرف سے منگائے جاتے ہیں۔ یہ بات بہت مسرت سے سنی جائے گی کہ حضرت ملا صاحب اپنی قوم کے ہر مدرسے میں اردو زبان کی

ترقیبج فرمارہے ہیں۔ اور اُنھیں اس زبان سے بڑی محبت ہے۔

میں نے اس مدرسے میں بھی بعض لڑکوں اور لڑکیوں کا امتحان لیا۔ جن میں سے بعض کو بہت تیز ذہن پایا۔ اس مدرسہ میں طلبار کی تعداد بہت زیادہ ہوتی جارہی ہے اور اس لحاظ سے معلم کم ہیں۔ اکثر لڑکیوں کی عمر ۱۴-۱۵ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤدی بوہرہ جماعت کو تعلیم کا کس درجہ خیال ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر اس جماعت کا رجحان تعلیم کی طرف ایسا ہی رہا تو بہ اعتبار تعلیم اس جماعت کے بچے اور بچیاں۔ تمام دوسرے مسلمانوں سے زیادہ صاحب علم ثابت ہوں گی اور کوئی ایک فرد بھی جاہل نظر نہ آئیگا۔

لڑکیوں کو اس مدرسہ میں دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔ جس کے لئے ایک خاتون مقرر ہیں۔ "غرۃ المساجد" کا سال تعمیر اُسکے نام سے ۱۳۴۴ھ نکلتا ہے۔

(۱۲) داؤدی باغ (جماعت خانہ)

یہ جماعت خانہ داؤدی باغ عرب گلی میں واقع ہے۔ اور بمبئی کے جماعت خانوں میں سب سے بڑا ہے۔ اس کے زنانہ اور مردانہ دو حصے ہیں۔ کمرے نہایت وسیع اور باورچی خانے بہت بڑے بڑے ہیں

یہ کتبہ کندہ ہے

طوبیٰ لہذا الحائط الوسیم   کانہ جنت النعیم

وکل مغنی لہ وسیع یعم للمجمع العظیم
بناہ ابراھیم ابن عبد القیوم من مالہ الصمیم
کل من شاء یطعم المؤ منین للخالق الکریم
فی عصر داعی الزمان نجم الھدی ملیک الوری الزعیم
ان تبع تاریخ مبناہ فقل لہ نضرۃ النعیم

۱۲ ھ ۹۱

(۱۳) قصرِ حسینی

یہ بھی داؤدی بوہروں کا جماعت خانہ ہے سیٹھ یوسف علی ابراہیم جی نے اسے اپنی جماعت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جماعت خانے کے متعلق ۱۴ دوکانیں ہیں۔ تین اسٹور کے لئے مخصوص ہیں ۵ خالی ہیں۔ ۶ کا کرایہ آتا ہے۔

اس وقت جبکہ میں اسکا معائنہ کر رہا ہوں سیٹھ نور بھائی علی بھائی ہلو والے کی طرف سے یہاں انتظامِ دعوتِ طعام ہے اور مہمان جمع ہیں۔ جماعت خانے کے شمالی گوشے میں "نور مسجد" کے نام سے ایک مسجد بھی ہے۔ قصرِ حسینی کے سامنے "طیبی منزل" اور "محمدی منزل" دو بڑے مکانات ملا صاحب کی ملکیت سے ہیں۔ جو اہل جماعت کو معمولی کرائے پر اُٹھا دیئے جاتے ہیں۔

کتبہ جماعت خانہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

الحمد لله سمت صفاته ۔۔۔ عدلا وصد قا رتمت کلماته

والصلوٰة الزاکیات علیٰ ۔۔۔ محمد وآله ذو العلاء ۱۳۳۶

تصرحسینی ویوسفی باغ ۔۔۔ قد بالغوا فیه اتم البلاغ

قد اشتری المکان ادن کمسینی ۔۔۔ لسبع خمسین در بهم غنی

وانفقوا حبًّا بتسعین الف ۔۔۔ اهل الیسار من ذوی بدٍ غرف

وواحد خمسون من یوسف علی ۔۔۔ بند وق والا سلیمن العلی

فی عصر سیف الدین مولانا الرضی ۔۔۔ بسعی نعمان بنور الدین ضیا

وکلهم بهبةٍ قد وهبوا ۔۔۔ واجر بهم بذالک طلبوا

فی السابع العشرین یوم الاحد ۔۔۔ من شهر شوال بجمع المشهد

ان جماعت خانوں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے جماعت خانے نجم باغ، کیرڈونج کی واڑی، یوسفی باغ وغیرہ وغیرہ ہیں جنکو میں نہ دیکھ سکا اسی طرح سنتا گزر، باندرہ، اور کرلا میں بھی ایک ایک مسجد مع جماعت خانے کے واقع ہے کرلا اور سنتا گزر کی مسجدوں میں محرم کے زمانے میں وعظ بھی ہوتا ہے۔

بمبئی میں داؤدی بوہروں کی آبادی پندرہ ہزار ہے۔ اس اعتبار سے جماعت خانے کافی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن بخیر ان قوم ابھی جدید جماعت خانوں کی تعمیر کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس قوم کی بیداری اور قوم پرستی کی روشن دلیل ہے۔

ایک دن سورت میں

جیساکہ میں دیباچہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مجھے بمبئی سے ایک دن کے لئے سورت بھی ضرورتاً آنا پڑا۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہاں کچھ اوقاف ہیں۔ چنانچہ میں نے وقت نکال کر ان کا بھی معائنہ کر لیا۔

(۱) قبہ شریف

مزارات داعیانِ سورت

اس قبہ شریف میں کئی روضے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں داعیانِ جماعت کے مزار ہیں۔ افراد جماعت پوری عقیدتمندی و ارادات کے ساتھ یہاں آتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں اور کسب سکون کرتے ہیں۔ مزاروں پر نہایت پاکیزہ چادریں چڑھی ہوئی ہیں۔ اور خوشبویات سے ہر مزار معطر ہے۔ اس قبہ شریف میں ۷ داعی مصروف خواب ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

داعی اول سیدنا یوسف نجم الدین۔ ابن سیدنا ذکی الدین۔ المتوفی ۱۰ رجادی الثانی ۱۲۱۳ھ
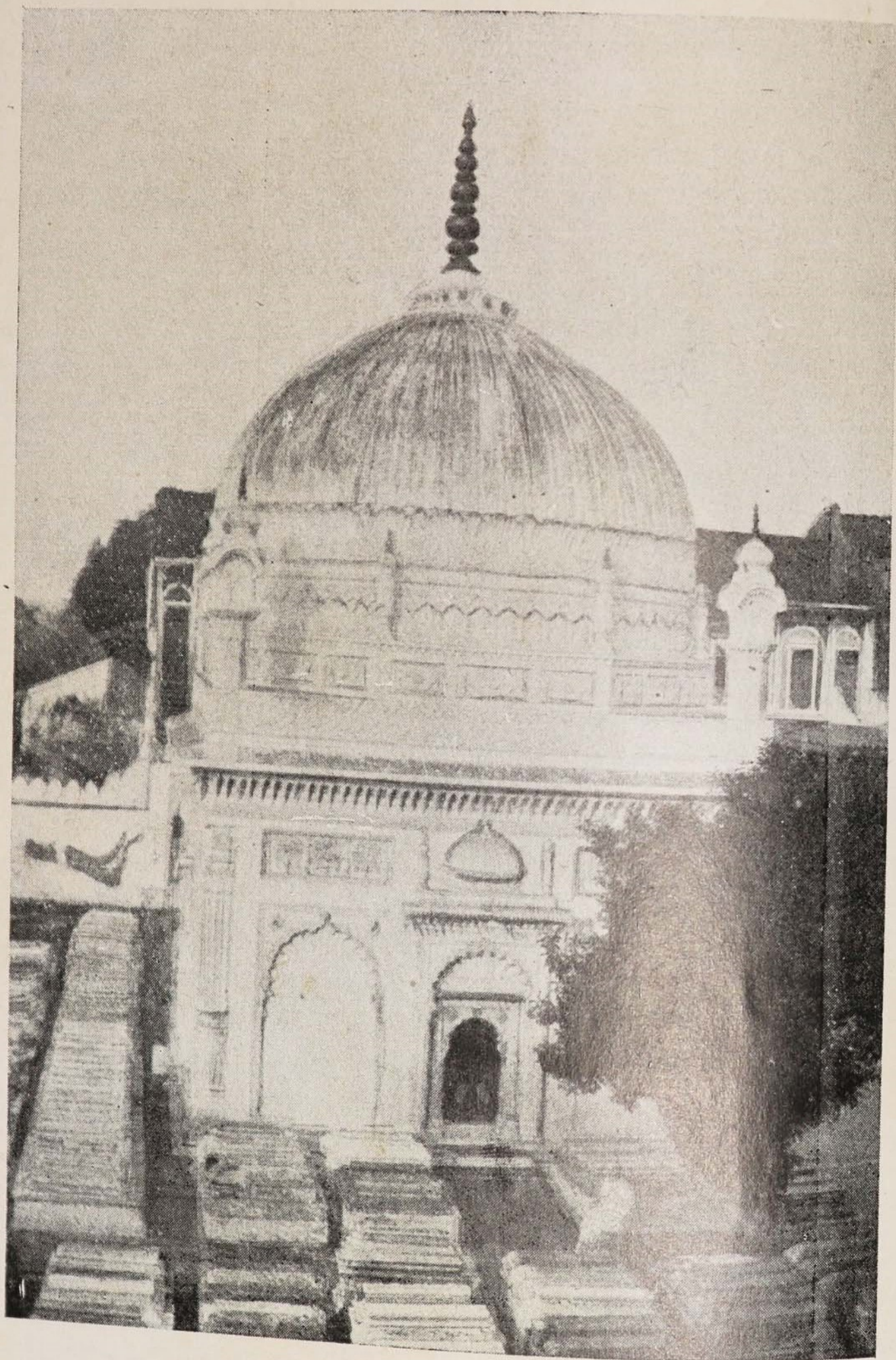
داعیٔ دوم — سیدنا عبد علی سیف الدین ابن سیدنا ذکی الدین۔ المتوفی ۱۲ر
ذیلقعدہ ۱۲۳۴ھ

داعیٔ سوئم — سیدنا محمد عز الدین ابن سیدی شیخ جیونجی المتوفی ۱۹ر
رمضان ۱۹۳۶ء

داعیٔ چہارم — سیدنا طیب زین الدین ابن شیخ جیونجی۔ المتوفی ۱۵ر
ذیلقعدہ ۱۲۵۲ھ

داعیٔ پنجم — سیدنا محمد بدر الدین ابن سیدنا سیف الدین۔ المتوفی ۲۹ر
جمادی الآخر ۱۲۵۶ھ

داعیٔ ششم — سیدنا محمد برہان الدین ابن سیدنا عبد القادر نجم الدین المتوفی ۲۶ر
ذی الحجہ ۱۲۲۳ھ

داعیٔ ہفتم — سیدنا عبد اللہ بدر الدین ابن سیدنا عبد الحسنین حسام الدین
المتوفی ۱۰ر ربیع الاول ۱۹۳۳ھ۔

یہ عمارت ۱۵۰ سال کی تعمیر شدہ ہے۔ ایک دیوان خانہ بھی قبہ شریف سے ملحق ہے صحن میں داؤ د بھائی صاحب ماذون کا مزار ہے جو نہایت متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔

قبہ شریف کی مسجد بھی ایک تاریخی مسجد ہے جسمیں لکڑی کا کام ہے سیدنا عبد علی سیف الدین کے زمانے میں جب سورت قحط سالی اور آتش زدگی کا شکار ہوا تو صرف یہی لکڑی کی ایک مسجد ایسی تھی جو باقی رہ گئی۔ سیدنا صاحب نے مسلمانان سورت کو اس مسجد میں پناہ دی۔ اور جو لوگ یہاں آکر پناہ گزیں

ہو گئے انھیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہونچا۔ یہاں سب سے پہلا مزار سیدی شمس خاں کا تھا۔

کتبۂ قبۂ شریف

قبۃٌ فی ھا نجوم زاھرہ جاءھم انوار قدسٍ ماطرہ
فشمس خان من الانجم ذو مکرماتٍ بنیاتٍ باھرہ
ثم لقمان الذی الحکمۃ فی عمل منہ و قولٍ ظاھرہ
ثم نجم ثم سیف للھدیٰ وحکیم من ھداۃ طاھرہ

(۲) درس سیفی

مجھے "درس سیفی" کی زیارت کا عرصہ دراز سے شوق تھا۔ اس لئے کہ یہاں میرے جرائد ثلاثہ تاج۔ پیمانہ۔ اور شاعر کے کئی خریدار ہیں۔ جو اکثر اپنے ذوق و شوق اور اپنے علمی مذاق کا مجھے ثبوت دیتے رہے ہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ میں سورت آؤں اور اپنے ان احباب سے نہ ملوں۔

قبہ شریف کی زیارت کے بعد میں نے اِن بزرگوں کی روح کو فاتحہ کا ثواب پہونچایا اور موٹر والے سے کہا کہ "درس سیفی" لے چلو۔ میرے حزن و ملال کی کوئی حد نہ رہی جب یہاں آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ "درس سیفی" میں آجکل تعطیل ہے اور اسکی وہ لائبریری بھی بند ہے جس میں قلمی قیمتی کتابوں کا ایک شاندار ذخیرہ محفوظ ہے۔

جب میں درس سیفی کے دروازہ پر پہونچا۔ تو محراب میں سب سے پہلے میری نظر اس کتبہ پر پڑی۔

کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون
الکتاب و بما کنتم تدرسون

اس مدرسہ میں عربی ادب اور دینیات کی تعلیم بالکل جامع ازہر (مصر) کے طریقے پر ہوتی ہے۔

درجۂ ملا سے درجۂ شیخ تک صرف عربی میں تعلیم ہوتی ہے۔ ۹ مدرس ہیں۔ اور ۱۴۵ طلبا رہیں۔ یہ مدرسہ سیدنا حضرت ملا طاہر سیف الدین زاد القابہ کے مکانات کے سامنے ہے۔

(۳) مدرسۂ طیّبیّہ

اسی مدرسے سے ملحق ایک اور مدرسہ ہے جو مدرسۂ طیبیۂ کے نام سے مشہور ہے اور جس میں بوہرہ قوم کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ درس سیفی کی عمارت سے گذرتا ہوا میں مدرسۂ طیبیہ میں پہونچا۔ ملا علی محمد صاحب اس اس کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ انکے علاوہ

دینی تعلیم	۱۲
گجراتی تعلیم	۱۱
منشی	۸
ہندو مدرس	۱۱

طلبار کی تعداد ۳۰۱ ہے جن میں سے ۲۲۲ حاضر تھے۔ طالبات کی تعداد ۳۴۸ ہے جن میں سے ۲۵۸ حاضر تھیں۔ لڑکیوں کو علاوہ تعلیم کے سوزن کاری بھی سکھائی جاتی ہے۔

میں نے شیریں اور زینی۔ دو لڑکیوں سے اور بعض لڑکوں سے اُن کے سبق سُنے سب کو اپنے سبق یاد تھے۔ ان بچوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھیں شوق تعلیم خدا نے فطرتاً دیا ہے۔ ایک مدرسہ میں ۱۲ مسلمان اور ۱۱ ہندو مدرس ذمہ دارانِ اوقاف کی بے تعصبی کا عملی ثبوت ہیں۔

مدرسہ کی نئی عمارت

یہیں میں نے مدرسہ کی نئی عمارت کو بھی دیکھا جو سیٹھ عبد العلی مالا بار والے بنوا رہے ہیں۔ اسکی تعمیر میں ۱½ لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ بڑی عالیشان عمارت ہے کمروں میں Sanitation کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہے۔ یہ مدرسہ بھی مفاد جماعت کے لئے وقف کر دیا جائیگا۔ سنا ہے کہ ایک ماہ کے بعد کار تعمیر ختم ہو کر عمارت کا افتتاح ہوگا۔

(۴) مسافر خانہ موسیٰ راج کی واڑی

یہ مسافر خانہ موسیٰ راج نے بنایا ہے۔ یہاں مسافروں کو آتے وقت اور جاتے وقت کھانا بھی ملتا ہے۔ یہ مسافر خانہ بھی صرف داؤدی بوہروں کے لئے

ہے اور اسکا تمام خرچ ملا صاحب برداشت کرتے ہیں۔ بہت قدیم مگر وسیع عمارت ہے۔ اسوقت بھی چند مسافر یہاں آرام کر رہے تھے۔

(۵) مسقطی ہاسپٹل اور میٹرنیٹی ہوم

سورت میں افادۂ عام کے لئے بوہرہ جماعت نے ایک شفاخانہ بنوادیا ہے چونکہ سرکاری شفاخانہ بہت دور ہے۔ اور وہاں جانے سے خواتین کو بالخصوص تکلیف ہوتی تھی۔ اس شفاخانے سے بوہرہ جماعت کے علاوہ اور لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔ دوا اور علاج کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

(۶) قبۂ شریف ثانی

یہ قبۂ شریف بھی بہت وسیع رقبہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہاں سیدی ملا واحد بھائی ابن ملا ابراہیم جی صاحب المتوفی ۸ رجادی الاول ۱۱۶۵ھ کا مزار ہے۔ جو نہایت متقی اور بخیر بزرگ تھے۔ اس مزار کے علاوہ بہت سے اور مزارات بھی ہیں۔ جنکی حالت بہت اچھی ہے۔ تمام قبریں پختہ بنی ہوئی ہیں۔ ملا صاحب کے مزار پر منتیں خوب چڑھتی ہیں یہ قبرستان ۳۰۰ برس کا قدیم قبرستان ہے۔ صفائی وغیرہ کا انتظام بہت معقول ہے۔

(۷) زینی بنگلہ

تاپتی ندی کے ساحل پر یہ بنگلہ نہایت شاندار بنا ہوا ہے۔ جو ہر داعی کی ذات پر وقف ہے ۱۹۲۰ء میں اسکی تعمیر دوبارہ ہوئی ہے۔ ڈچ روڈ پر اس سے زیادہ شاندار اور خوبصورت عمارت اور کوئی نہیں ہے۔ نہایت خوشگوار آب و ہوا اور روح افزا مقام ہے۔ ڈچ قوم کا پرانا قلعہ (جو غالباً ہندوستان کا سب سے پہلا قلعہ ہے) اس بنگلہ سے بہت قریب ہے اور صاف نظر آتا ہے۔ اب اس قلعہ میں عدالت ہوتی ہے۔

جب سیدنا حضرت طاہر سیف الدین صاحب سورت تشریف لاتے ہیں تو اسی بنگلہ میں رات کو قیام فرماتے ہیں۔ دن کو ڈیوڑھی میں دفتر کا کام ہوتا ہے تاپتی ندی یہاں سے ۵ میل آگے جاکر سمندر سے ہم آغوش ہو جاتی ہے۔ اپنی منزل کے قریب اسکا اضطراب دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ میں زینی بنگلہ دیکھکر بے حد خوش ہوا اگر مجھے فرصت ہوتی اور آج ہی واپس نہ جانا ہوتا تو میں بنگلہ کے کنارے بیٹھکر رات کے وقت ندی کا ذوق و شوق دیکھتا اور اس کے مضطربانہ نغمے اپنے کانوں سے سنتا جو وہ سمندر کی جدائی اور رات کے سناٹے میں گاتی ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ سیدنا یہاں درس بھی دیتے ہیں

چند گھنٹے راندیر میں

سورت آنے کے بعد میں نے سوچا کہ تھوڑی دیر کے لئے راندیر بھی ہوتا چلوں

اور سُنّی اوقاف کی حالتِ لذائی بھی دیکھ لوں۔ اس خیال سے میں راندیر بھی گیا۔

راندیر بھی مسلمانوں کی بہت قدیم بستی ہے اور یہاں اچھی خاصی چہل پہل ہے یہ مسلمان علی العموم خوشحال ہیں۔ میں نے یہاں جو کچھ دیکھا اُسکا حال بھی سن لیجئے۔

(۱) سنی بوہروں کی لائبریری

"محفل اسلام کتب خانہ" کے نام سے یہاں ایک لائبریری ہے جس وقت میں پہونچا اُسوقت لائبریری کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے اپنا نام کسی کو نہ بتایا۔ بعد استفسار معلوم ہوا کہ اس لائبریری میں۔

	گجراتی کتابیں	۲۵۷۹
	اردو عربی اور فارسی کتابیں	۱۴۳۲
	انگریزی کتابیں	۶۲۰
اور	انگریزی مصور کتابیں	۱۰۴۳ ہیں۔

اس کے ساٹھ لائف ممبر ہیں جو لعہ روپیہ سالانہ چندہ دیتے ہیں یقامی معمولی ممبروں سے تین روپیہ سال چندہ لیا جاتا ہے۔ ان کی تعداد بھی ۶۳ سے کم نہیں ہے۔

——:٠:(٭):٠:——

(۲) مسجد قوت الاسلام یا نگینہ مسجد

بریاوڑی محلہ میں یہ مسجد بڑی اعلیٰ صناعی کا نمونہ ہے۔ بڑی خوبصورت بنائی گئی ہے۔ جابجا رنگین کام ہے۔ ستون اور مینارے منقش ہیں۔ اس مسجد کے بانی احمد باامیاں ہیں۔ سال تعمیر ۱۳۲۶ھ ہے۔

مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ (سرداب) ہے۔ اس تہ خانے کے نیچے بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں اسے سرور رکھتا ہے۔

جب راندیر میں کبھی پانی کی قلت ہوتی ہے تو لوگ اس پانی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں گذشتہ سال اس مسجد کی مرمت اور رنگ وروغن میں ۱۲ ہزار روپیہ صرف ہوئے ہیں۔

کتبہ مسجد

قال رسول اللہ ۔ من بنی للہ مسجد ابنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ

قوت الاسلام شادت الجنۃ مسجداً فاق نباہ

۱۳ ھ ۲۶

راندیر میں ایسی ہی اور کئی مسجدیں ہیں۔ جنکی حالت بہت اچھی ہے اور جو سنی بوہروں کی مذہب پرستی اور اسلام دوستی کا مظاہرہ کرتی ہیں
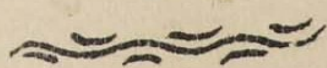
چالیس لاکھ کا وقف

راندیر میں حاجی یوسف محمد سلیمان بوٹا والے کی طرف سے چالیس لاکھ روپیہ کا وقف ہے جس سے مسجدیں، یتیم خانے اور خیراتی شفاخانے جاری ہیں۔ اس عظیم الشان وقف کا انتظام بھی اُن کے فرزند اور داماد کرتے ہیں۔ اور یہ سب لوگ بھی متفق الرائے ہیں کہ سنی بوہروں اور داؤدی بوہروں کے اوقاف، مسلم وقف ایکٹ سے بری رہنے چاہئیں۔ اس لئے کہ ان تمام اوقاف کا انتظام نہایت اطمینان سے ہو رہا ہے۔ اور وقف ایکٹ کے ماتحت اُن مذہبی روایات کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ جن کی حفاظت کے لئے یہ اوقاف وجود میں آئے ہیں۔

میں سورت اور راندیر میں جن حضرات سے ملا اور جن سے اس کے متعلق گفتگو کی اُسی کو اس رائے سے متفق پایا۔

جب میں نگینہ مسجد اور شفاخانہ وغیرہ دیکھکر واپس ہو رہا تھا تو لائبریری کے پاس چند مسلمانوں کو کسی طرح معلوم ہو گیا کہ یہ شخص جو خفیہ طور پر کچھ تحقیق کرتا پھر رہا ہے۔ سیماب اکبر آبادی ہے اس علم کے بعد بعض حضرات نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور اپنے اخلاق و محبت کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے مجبور کرنے لگے کہ میں دو ایک روز راندیر میں ٹھہروں۔ مگر میں نے ان سب کی محبت و خلوص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے معافی مانگ لی۔ اور کسی نہ کسی طرح واپس چلا آیا۔

⟵ ✽ ⟶

خاتمہ اور مشورہ

مندرجۂ بالا چند اوقاف کے حالات سے ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ "داؤدی بوہرہ جماعت" مسلمانوں کی ایک ایسی ممتاز اور جلیل القدر جماعت ہے جو فضولیات سے اپنی ذہنیت کو محفوظ رکھتے ہوئے صرف اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کی تہذیب و تعمیر میں مصروف ہے۔ وہ اپنی جماعت کے اوقاف کو اپنے داعی کے سپرد کرکے نظم و نسق سے بے فکر اور آزاد ہے۔ اور اُن کے موجودہ داعی ہز ہولی نس سیدنا طاہر سیف الدین صاحب اپنی تمام ظاہری و باطنی قوتوں سے اوقاف کا قابل اطمینان انتظام فرما رہے ہیں۔

اس انتظام کے ماتحت ہر شہر میں ایک عامل مقرر ہے۔ چنانچہ بمبئی کے عامل حضرت ملا صاحب کے چھوٹے بھائی سیدی ابراہیم بھائی صاحب وجیہ الدین ہیں اور آپ کے ماتحت چند نائب ہیں۔ جو اپنے کام نہایت دیانت اور تندہی سے انجام دے رہے ہیں اور جن کے کاموں کی نگرانی روزانہ حضرت ملا صاحب بالقابہ بہ نفس نفیس فرماتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں داؤدی بوہرہ جماعت کے تمام اوقاف کا معائنہ نہ کر سکا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ بمبئی کی طرح پونا اور احمد آباد وغیرہ میں بھی اوقاف کا انتظام نہایت معقول ہے۔ جس طرح بمبئی میں دار العلوم اور دار الاقامہ قائم ہے اسی طرح پونا میں بھی دار الاقامۃ السیفیۃ اور مدرسۂ بدریہ جاری ہے جس میں مقامی طلباء کی تعداد ۱۴۵ اور بیرونی طلباء (بورڈرس) کی تعداد ۱۸۱ ہے۔

خود بمبئی میں اوقاف مذکور کے علاوہ اور بہت سے اوقاف ہیں۔ مثلاً مدن پورہ میں حسینی باغ۔ حسینی مسجد۔ حسینی مدرسہ اور حسینی جماعت خانہ ہے اسی طرح مچھلی بازار مارکیٹ میں ایک مسجد ایک مدرسہ ہے۔ اور ایک جماعت خانہ ہے۔ عبد الرحمن اسٹریٹ میں بھی مسجد و مدرسہ ہے اور ناگدیوی اسٹریٹ میں بھی ایک مسجد ہے۔ مگر میں ضیق وقت کی وجہ سے ان تمام اوقاف کو نہ دیکھ سکا۔ ظاہر ہے کہ جب بڑے بڑے اور عظیم الشان مقامات پر انتظام اس درجہ معقول ہے تو چھوٹے چھوٹے مقامات کا انتظام کہاں تک قابل اطمینان نہ ہوگا۔

اوقاف کا مرکزی انتظام چونکہ بمبئی میں ہوتا ہے اس لئے پونا، سورت، اور احمد آباد وغیرہ کے عامل اور نائبین بمبئی آتے رہتے ہیں۔ جہاں اُن سے حساب فہمی ہوتی ہے۔ باقاعدہ محاسب اور آڈیٹر مقرر ہیں۔ اُنھیں حکم احکام دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ واپس اپنے اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں۔

ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ کی وابستگی اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ داؤدی بوہرہ جماعت اپنی مذہبی روایات قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی دنیوی زندگی کو عزیز اور خوشگوار بنانے میں کسقدر ساعی ہے۔ اور لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی تعلیم کا پر سکون انتظام شاہد ہے کہ یہ قوم اپنے ہر فرد کو روشن خیال اور تعلیم یافتہ بنانے کے لئے شب و روز کس انہاک سے کوشش کررہی ہے۔

ان واقعات کی موجودگی میں کیا کوئی بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی کہہ سکتا ہے

کہ بوہروں کے اوقاف کا انتظام حکومت کے سپرد کر دینا چاہیئے

اس جماعت کی بیداری اور ترقی کے قدم بقدم آگرہ میں "دیال باغ" والوں نے بھی اپنی ایک دنیا علیحدہ قائم کر لی ہے۔ اُنکا کاروبار بھی لاکھوں کا ہے۔ جسکا انتظام وہ خود کر رہے ہیں اور حکومت کو اُن کے کاموں میں دخل دینے کی کوئی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوتی۔

میں داؤدی بوہرہ قوم کے اکابر سے عرض کرونگا کہ اگر اب بھی حکومت اُن کے اوقاف کو مسلم وقف ایکٹ میں لینے پر اصرار کر رہی ہو تو انھیں چاہیئے کہ وہ فوراً ایک محضر تیار کریں۔ اُسپر تمام قوم کے دستخط لیں۔ اور حکومت میں پیش کر کے دکھا دیں کہ وہ اُن کی جماعت اور اکثریت اپنے اوقاف حکومت کے قبضے میں دینے سے ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتی۔ اس لئے "داؤدی بوہرہ اوقاف" کو وقف ایکٹ سے بری رکھا جائے۔

مجھے معلوم ہے کہ داؤدی بوہروں کے جلسے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ہوتے رہے ہیں اور وہاں اس کے خلاف بہت قوی احتجاج کیا گیا ہے۔ لیکن محض اتمام حجت کی یہ ایک آخری صورت ہے اور مجھے اُمید ہے کہ محضر پیش کرنے کے بعد حکومت کوئی غلط اقدام ہرگز نہ کرے گی۔

اپنے اثنائے سفر میں مجھے متعدد بوہرہ حضرات سے چلتے پھرتے ملنے کا اتفاق ہوا اور جب میں نے تذکرتاً اُن سے اوقاف کا ذکر کیا تو وہ سب کے سب اس پر متفق نظر آئے کہ اُن کے اوقاف کا انتظام حضرت ملا صاحب ہی کے اختیار میں رہنا چاہیئے۔ جب مجھے اپنے سفر میں کوئی ایک شخص بھی اس مقصد کے

خلاف نہ ملا۔ تو پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ مخالفین کی تعداد کتنی ہے۔ اور اس کا وجود کہاں ہے؟

صرف تاردیویہ بوہروں کی ایک مختصر جماعت کا اختلاف کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مقدمات میں ہزاروں روپیہ صرف کرنے سے زیادہ اچھا ہے کہ ان لوگوں کو پھر دعوتِ صلح دی جائے۔ اُن کے سامنے حقائق رکھے جائیں اور انھیں اوقاف کے صحیح مصرف و انتظام سے آگاہ کیا جائے۔ کیا وہ جماعت جس کے افراد حکومت کے خلاف ایک زمانے میں اپنی غیر وفادارانہ ذہنیت کا اظہار کر چکے ہیں، ایک ایسی کثیر جماعت کے مقابلہ پر کامیاب ہو سکتے ہیں جو حکومت سے ہمیشہ وفادار رہی ہے۔ اور جس کے پیشوا و قائد کی عظمت و قیادت کا حکومت کو علمی اور بجا طور پر خود بھی اعتراف ہے؟

حضرت ملا طاہر سیف الدین، داعی جماعت سے مجھے کبھی رو بدو گفتگو کا اتفاق نہیں ہوا لیکن جو لوگ آپ سے ذاتی نیاز حاصل کر چکے ہیں انکا بیان ہے کہ وہ ایک فرشتہ سیرت، پابند صوم وصلوۃ، اور اپنی قوم کے ایک متبحر ادیب ہیں۔ جن میں شب و روز اپنی جماعت کی فلاح و بہبود کا خیال ہے۔ اور جنھوں نے اپنی جماعت کی اصلاح و تنظیم کے لئے اپنی زندگی بھی وقف کر دی ہے۔

زمانہ جس قدر آگے بڑھتا جائیگا۔ حضرت ملا صاحب کے روحانی فیوض بے نقاب ہوتے جائیں گے۔ اس کے ظاہری آثار نمایاں ہو چلے ہیں مخالفین میں سے ذی فہم و ذی عقل حضرات اپنی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے واپس

آرہے ہیں۔ اور حضرت صاحب کے ہاتھ پر توبہ کر رہے ہیں۔ اگر نصرت آلہی شامل حال ہے تو اسی طرح باقی لوگ بھی جلد لوٹیں گے اور یہ پوری قوم اتحاد و اتفاق کی برکات سے پھر سرسبز و شاداب نظر آئے گی اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

اُن لوگوں سے جو اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے ماتحت مبتلائے مفاسد ہیں یہی التجا کروں گا کہ جب غیر فرقوں کے صائب الرائے افراد بھی آج آپ کے پیشوائے اعظم اور آپ کے اوقاف کی حالت سے مطمئن ہیں۔ اور کسی کو کسی بات پر اعتراض نہیں ہے تو پھر آپ کیوں اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر تمام جماعت کے مفاد کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ آپ کے اس ارادے کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ حقیقتیں سامنے ہیں۔ حکومت پر ایک ایک بات روشن ہے۔ اکثریت ملا صاحب کی موافقت میں ہے اس لئے آپ کے لئے سیدھا راستہ یہی ہے کہ آپ بھی اپنے گروہ کے دوسرے سمجھدار لوگوں کی طرح اپنی تخریب سے باز آجائیں۔ اور اپنے داعی جماعت کے ہاتھ پر توبہ کر کے اپنے ماضی کی فروگذاشتوں کو دھو ڈالیں۔ فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا۔

میری یہ رائے اس لئے اور بھی ہے کہ اقلیت کبھی اکثریت پر بلحاظ رائے غالب نہیں آسکتی۔ جب اوقاف کا فیصلہ اکثریت کی رائے پر منتج

ہونے والا ہے تو پھر چند لوگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کھڑی کر کے "خسر الدنیا والعاقبۃ" کے مورد کیوں نہیں ؟

میری نگاہوں میں تمام بوہرے حضرات، خواہ وہ تارہ دیو یا ہوں یا کچھ اور ہوں یکساں ہیں۔ اس رسالہ کے لکھنے سے کسی جماعت کی طرفداری مقصود نہیں ہے۔ نہ کسی کی مخالفت بلکہ مقصد اقصیٰ اتحاد جماعت کی درخواست ہے۔ آج جمہور مسلمانانِ ہند کی حالت محض اختلاف و نفاق کی وجہ سے خراب ہے۔ اور اس درجہ خراب ہے کہ اب انکی تنظیم کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تمام ملک میں ایک انتشار پھیلا ہوا ہے۔ قوم کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ اور اسلامیاں ہند" نفسی نفسی "میں مبتلا ہیں

میں ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ بوہرہ قوم، جو اپنی اقتصادی، اخلاقی، مذہبی، اور معاشرتی ترقیوں میں آج مسلمانانِ ہند سے بہرحال مرجح اور فائق ہے، محض اپنے ذاتی عناد اور ذاتی اغراض کے ہاتھوں اسی قسم کی افراتفری اور تفریق و تخلیف میں مبتلا ہو کر اپنی عظمت کو نقصان پہنچائے اس لئے میری استدعا، حسبتہ للہ صرف یہ ہے کہ تمام بوہرہ جماعت یک دل اور ہم مقصد ہو کر اپنے اور اپنے اخلاف کے مستقبل کی تہذیب میں مصروف ہو جائے۔ اور "اوقاف" کے متعلق جو ایک غیر خوش گوار باب نزاع کھل گیا اُسے ہمیشہ کے لئے بند ہو جانے دے۔

سب سے آخر میں، میں حکومت بمبئی اور حکومت ہند سے بھی یہی امید رکھتا ہوں کہ وہ اوقاف کا معاملہ "مشاہدات" اور

واقعات کی روشنی میں دیکھے گی اور کوئی غلط اقدام ایسا نہ کرے گی جو بوہرہ قوم کی اکثریت اور مفاد جماعت کے خلاف ہو۔ فقط۔

تصاویر

ہمارا ارادہ تو یہ تھا کہ ہم اپنے مشاہدات کی تصویریں بھی اس کتاب میں شامل کرتے مگر قلت وقت کے سبب یہ ممکن نہ ہو سکا تاہم تین تصویریں حاضر خدمت ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) سورت کے بوہرہ قبرستان کی تصویر ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کے قبرستان کی حالت کیسی ہے،

(۲) برہان پور کے قبرستان کے دروازہ کی تصویر ہے، دروازہ کو دیکھ کر قبرستان کی حالت کا اندازہ کیجئے،

(۳) کراچی کی نو تعمیر مسجد کا فوٹو ہے، تصویر زبانِ حال سے اپنی خوبصورتی کا قصیدہ پڑھ رہی ہے،

مُشاہدات

از خامۂ علامہ سیماب اکبرآبادی

شہر کراچی کی نو تعمیر مسجد -